My Dear Brother Abdul Ghaffar Janbah Sahib

Assalamo Alaikum WW

I am sending you the copy of the following post under discussion on the discussion forum of ahmedi.org. This is a 60 page pamphlet written by the elders of Lahori Jamaat to the members of Pakistan National Assembly after Ahmadies were declared Kafir in 1974.

I shall appreciate if you please give your response and highlight the contents of this pamphlet where you feel you disagree with the beliefs of Lahori Jamaat.

Your response will be a source of light to so many Ahmadies who have failed to understand and recognize the status of Hazrat Masih Maud AS.

Convey my regard to your family.

Wassalam,

Mushtaq Ahmed Malik

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

# حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کا مقام ومرتبہ

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْعَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ
oوَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُoذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ o(جمعہ۔۳۔۴۔۵)

وہی ہے،جس نے اُمیوں کے اندراُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جواُن پر اُسکی آیتیں پڑھتا ہےاوراُنہیں پاک کرتا ہےاوراُنہیں کتاب اورحکمت سکھاتا ہےاوروہ پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے تھے۔اوران کے سواایک دوسری قوم میں بھی وہ اُس کو بھیجے گا جوابھی تک اُن سے نہیں ملی اوروہ غالب حکمت والا ہے۔یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔اوراللہ بڑے فضل والا ہے۔

امریکہ سے میرے ایک مہربان دوست نے (جومیری ویب سائٹ کے ایک مستقل قاری ہیں اور اِس ناطے خاکسار کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہیں۔صرف یہی نہیں بلکہ وہ تحقیق حق کے سلسلہ میں ایک دفعہ بطور خاص امریکہ سے خاکسار کے ہاں کیل (جرمنی) بھی تشریف لا چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر عطافرمائے آمین۔)''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کا شائع کردہ ایک رسالہ بعنوان''آئین پاکستان اورمسلمان فرقہ احمدیہ'' میری طرف بھیجا ہےاورساتھ ہی اپنی اس خواہش کا بھی اظہارفرمایا ہے کہ میں اس''رسالہ'' کی روشنی میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کے مقام ومرتبہ کی وضاحت کروں۔(مذکورہ رسالہ افادۂ عام کیلئے قبل ازیں خاکسار اپنی ویب سائٹ پرلگا چکا ہے تاکہ مطالعہ اورتحقیق سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں پرتصویر کے دونوں رُخ واضح ہوجائیں۔معلوم ہوتا ہے یہ رسالہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے مقام ومرتبہ کے حوالہ سے (جووہ سمجھتے ہیں)۱۹۷۴ء کی اسمبلی کی کاروائی کے دوران اپنے نقطہ نظر کے طور پر پیش کیا تھا۔خاکسار صدق دِل سے یقینِ مُحکم رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکورزکی غلام کی بشارت کا مصداق بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت کا اِنکشاف مجھ پر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد فرمایا۔چونکہ یہ عاجز مدعی غلام مسیح الزماں ہےاورنہ صرف خالی مدعی ہے بلکہ اپنی سچائی کے حق میں ایک بُرہان قاطعہ بھی رکھتا ہے لہٰذا اس حیثیت سے اَپنوں اورغیروں پرحضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کے مقام و مرتبہ کی وضاحت کرنا میری ذمہ داری ہے۔

مثل مشہور ہے کہ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔''یوں تو حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ مذاہبِ باطلہ کی تردید میں ہوش وحواس سنبھالتے ہی لگ گئے تھے لیکن سب سے پہلے آپکے علم کلام کی جدّت اورزور کا مظاہرہ جس سے اپنے اور بیگانے سبھی حیرت زدہ ہوگئے وہ آپؑ کی مشہورومعروف تصنیف''براہین احمدیہ'' تھی۔اس کتاب کو پڑھ کر دوستوں اوردشمنوں سب کو اِس حقیقت کا اِعتراف کرنا پڑا کہ دینِ اسلام کی حفاظت اور مدافعت جس طرح اس کتاب میں کی گئی ہے اِس کی مثال پہلے اسلامی تیرہ صدیوں میں نہیں ملتی۔چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی جوفرقہ اہل حدیث کے ایک سرکردہ راہنما تھے اس کتاب پرتبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

(۱)''یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اورآئندہ کی خبرنہیں لَعَلَّ اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْراً۔اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ہمارے اِن الفاظ کوکوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کوکم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ وبرہموسماج سے اس زورشور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔اوردوچارایسے اشخاص انصاراسلام کی نشان دہی کرے جنھوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اُٹھالیا ہو۔اورمخالفین اسلام اورمنکرین اِلہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجودِ اِلہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ ومشاہدہ کرلے۔اوراس تجربہ ومشاہدہ کا اقوام غیرکومزہ بھی چکھادیا ہو۔''
(اشاعت السّنہ جلدہفتم نمبر۶ صفحہ ۱۶۹۔۱۷۰)

(۲)لدھیانہ کے مشہورصوفی بزرگ جن کے عقیدت مندوں کی تعداد ہزاروں میں تھی جب براہین احمدیہ آپکی نظروں سے گزری تو آپ اس کے متعلق ارشادفرماتے ہیں:۔
''یہ کتاب دینِ اسلام اور نبوتِ محمدیہﷺ اور قرآن شریف کی حقانیت کوتین سو(۳۰۰)مضبوط دلائل عقلی اورنقلی سے ثابت کرتی ہے اورعیسائی،آریہ،نیچریہ،ہنوداور برہموسماج وغیرہ جمیع مذاہب مخالفِ اسلام کوازروئے تحقیق ردّ کرتی ہے۔حضرت مصنف نے دس ہزارروپیہ کا اشتہار دیا ہے کہ اگرکوئی مخالفِ اسلام یامکذّ بِ اسلام تمام دلائل یانصف یاخمس تک بھی ردّکردے تو مصنف صاحب اپنی جائیداددس ہزار کی اُسکے نام منتقل کردیں گے۔۔۔اس چودھویں صدی کے زمانہ میں کہ ہرایک مذہب وملّت میں ایک طوفان بے تمیزی

برپا ہے بقول شخصے، کافر نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے۔ایک ایسی کتاب اور ایک ایسے مجدّد کی بیشک ضرورت تھی جیسی کہ کتاب براہین احمدیہ۔اسکے مؤلّف جناب مخدومنا مولانا میرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہ ہیں۔جو ہر طرح سے دعویٰ اسلام کو مخالفین پر ثابت فرمانے کیلئے موجود ہیں۔۔۔سن شریف حضرت کا چالیس یا پینتالیس کا ہوگا۔اصلی وطن اَجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے۔نہایت خلیق، صاحبِ مروّت وحیا، جوانِ رعنا چہرہ سے محبت اِلٰہی ٹپکتی ہے۔اے ناظرین۔میں سچی نیت اور کمال جوشِ صداقت سے التماس کرتا ہوں کہ بیشک وشبہ جناب میرزا صاحب موصوف مجدد وقت اور طالبانِ سلوک کیلئے آفتاب اور گمراہوں کیلئے خضر اور منکرین اسلام کے واسطے سیف قاطع اور حاسدوں کے واسطے حجت بالغہ ہیں۔یقین جانو کہ پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آ گیا ہے اور حجت اِلٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا ہادیٔ کامل بھیج دیا گیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات و ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے۔'' (حیات طیّبہ مؤلف حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم ''سابق سوداگرمل'' صفحہ ۴۸۔۴۹)

(۳) مولوی محمد شریف صاحب جو مشہور مسلم اخبار ''منشور محمدی'' بنگلور کے ایڈیٹر تھے انہوں نے اس کتاب کے متعلق اپنے اخبار میں یہ تبصرہ فرمایا:۔

''اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی حدّ امکان سے باہر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جس تحقیق و تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اِسلام قائم کی گئی ہے وہ کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں! ؎ حاجت مشاطہ نیست روئے دلآرام را

مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی نہیں رُک سکتے کہ بلا شبہ کتاب لاجواب ہے اور جس زور وشور سے دلائل حقّہ بیان کیے گئے ہیں اور مصنف مدظلہ نے اپنے مکشوفات والہامات کو بھی مخالفین اسلام پر ظاہر کر دیا ہے اس میں اگر کسی کو شک ہو تو مکاشفات اِلٰہی اور انوار نامتناہی جو عطیہ الٰہی ہیں ان سب کو فیض صحبت مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے اور عین الیقین حاصل کر لے۔اثبات اسلام وحقیقت نبوت وقرآن میں یہ لاجواب کتاب اپنا نظیر نہیں رکھتی۔۔۔یہ وہ عالی مضامین اور قاطع دلائل ہیں جن کے جواب کیلئے مخالفین کو دس ہزار کی تحریص دلائی گئی ہے اور اشتہار دیئے ہوئے عرصہ ہو چکا۔مگر کسی کو قلم اُٹھانے کی اب تک طاقت نہیں ہوئی۔'' (حیات طیّبہ مؤلف حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم ''سابق سوداگرمل'' صفحہ ۵۰ بحوالہ منشور محمدی ۵ جمادی الآخر ۱۳۰۱ھ)

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اپنے ایک اشتہار میں فرماتے ہیں:۔''کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے جس کیساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے۔۔۔اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد ِوقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۲۳۔۲۴)

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے کہ ''براہین احمدیہ'' کی تالیف کے وقت تک آپؑ کا دعویٰ صرف مجددِ وقت ہونے کا تھا۔مزید برآں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اِس وقت نزول مسیح ابن مریم کے متعلق آپؑ کا بھی وہی عقیدہ تھا جو عامۃ المسلمین کا تھا۔آپؑ براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں:۔

''عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدناو جعلنا جھنم للکافرین حصیرًا۔خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے۔اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے۔یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنیوالا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔اور یہ زمانہ اس زمانہ کیلئے بطور ارہاص کے واقع ہے یعنی اُس وقت جلالی طور پر خدائے تعالیٰ اتمام حجت کرے گا۔اب بجائے اِسکے جمالی طور پر یعنی رفق اور احسان سے اِتمام حجت کر رہا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۰۱ تا ۶۰۲ حاشیہ در حاشیہ)

## نزولِ مسیح ابن مریم سے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیش خبری

سب سے پہلے تو اِن وجوہات کا جائزہ لیا جائے جو مسلمانوں میں حیات مسیح ابن مریم اور آپؑ کا زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے ایسے مشرکانہ عقائد کا باعث بنی ہیں۔؟ میرے خیال میں اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ چونکہ عیسائیت کی بنیاد حیات مسیح پر استوار ہے اور عیسائی حیات مسیح ابن مریم کے قائل ہیں۔اگرچہ آغازِ اسلام میں بہت سارے عیسائی حلقہ بگوشِ اسلام ہو

گئے تھے لیکن پھر بھی حیات مسیح ابن مریم کا یہ مشرکانہ عقیدہ بدستور اُنکے اذہان میں زندہ رہا اور پھلتا پھولتا رہا۔

(۲) مسلمانوں میں حیات مسیح ابن مریم کے اس مشرکانہ عقیدے کے پیدا ہونے اور پھیلنے کی دوسری وجہ قرآن کریم کی بعض مبہم اور متشابہ آیات کے غلط تراجم اور تفسیر نویسی بنی ہیں۔ میں بطورِ نمونہ چند آیات ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

☆"وَرَسُوْ لًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰ یَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰ یَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْ مِنِیْنَ ۔"(ال عمران:۵۰) ترجمہ:۔اور بنی اِسرائیل کی طرف رسول (بنا کر بھیجے گا) کہ میں تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک نشان لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لیے بعض طینی خصلت رکھنے والوں سے پرندہ کی طرح پیدا کرونگا۔ پھر میں اِن میں ایک نئی روح پھونکوں گا۔جس پر وہ اللہ کے حکم ماتحت اُڑنے والے ہو جائیں گے اور میں اللہ کے حکم کے ماتحت اندھے کو اور مبروص کو اچھا کروں گا اور مردوں کو زندہ کروں گا اور جو کچھ تم کھاؤ گے اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع کرو گے اِسکی تمہیں خبر دوں گا (اور) اگر تم مومن ہو تو اِس میں تمہارے لیے ایک نشان ہوگا۔

☆ "وَّ قَوْلِھِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَھُمْ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْافِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مَالَھُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا o بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَکَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا o وَ اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْ مِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا o"(النساء:۱۵۸۔۱۵۹۔۱۶۰) ترجمہ:۔اور اُن کے کہنے کے سبب سے کہ اللہ کے رسول مسیح عیسٰی ابن مریم کو ہم نے یقیناً قتل کر دیا ہے (یہ سزا ان کو ملی ہے) حالانکہ نہ انہوں نے اُسے قتل کیا اور نہ انہوں نے اُسے صلیب پر لٹکا کر مارا بلکہ وہ ان کیلئے (مصلوب کے) مشابہ بنا دیا گیا اور جن لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے وہ یقیناً اس شک میں ہیں۔انہیں اس کے متعلق کوئی بھی علم نہیں ہے۔ہاں (صرف) وہم کی پیروی (کر رہے ہیں) اور انہوں نے اِس (واقعہ کی اصلیت) کو پوری طرح نہیں سمجھا۔(۱۵۸) واقعہ یہ ہے کہ اللہ نے اُس کا اپنی طرف رفع کیا تھا (یعنی اپنے حضور میں عزت و رفعت بخشی تھی) کیونکہ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔(۱۵۹) اہل کتاب میں سے ایک بھی نہیں جو اس (واقعہ) پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاتا رہے۔اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوگا۔(۱۶۰)

قرآنِ کریم کی اِن چار آیات کے علاوہ اور بھی آیات ہیں جو مسلمانوں میں حیاتِ مسیح ابن مریم اُسکے خالقِ طیور اور محی اموات ایسے مشرکانہ عقائد کا باعث بنی ہیں لیکن سرِ دست یہ چار آیات اس ثبوت کے لیے کافی ہیں اور مزید تفصیل میں اس وقت جانے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ میرا موضوع اِسکی اجازت نہیں دیتا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی اُمت کی آزمائش کی خاطر اپنے نبی ﷺ کے مبارک منہ سے ایسا حکیمانہ کلام نکلوایا جس سے آزمائش کی وہ غرض پوری ہوگئی۔آنحضرت ﷺ کے اِس حکیمانہ کلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بھی بعض لوگ حیات مسیح ابن مریم کے اس دَجَل میں پھنس گئے۔مثلاً آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمْ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَماً عَدْلاً فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَه اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیرًامِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَاثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ ھُرَیْرَہ فَا قْرَءُ وْاِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْ مِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰیَته مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ (مشکوٰۃ شریف جلد۳ صفحہ۴۹۔متفق علیہ) ترجمہ:۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسٰی ضرور تم میں نازل ہونگے اور عادل حاکم ہونگے صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے۔جزیہ معاف کریں گے مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔پھر ابو ہریرہؓ کہتے اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو۔"نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر اُسکے مرنے سے پہلے ایمان لے آئے گا"۔(متفق علیہ)

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَانَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔ (مشکوٰۃ شریف جلد۳ صفحہ۴۹۔متفق علیہ) ترجمہ:۔ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہو گے تم جب ابن مریم نازل ہوگا تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت اور مخبر صادق ﷺ نے اپنے حکیمانہ کلام میں "اِبن مریم" اور "نزول" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔آپ ﷺ نے تو یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال فرمائے تھے لیکن علمائے اُمت غلط فہمی کی وجہ سے اِن الفاظ سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کا آسمان سے اصالتاً نزول سمجھ بیٹھے۔میری نظر میں مسلمانوں میں حیات مسیح ابن مریم کے مشرکانہ عقیدے کے پیدا ہونے اور پھیلنے کی یہ تین بڑی وجوہات ہیں۔اُنیسویں صدی عیسوی کی نویں دہائی (۱۸۸۰ء تا ۱۸۹۰ء) وہ زمانہ تھا جب کہ سارے ہندوستان میں عیسائیوں کے تبلیغی مشن قائم ہو چکے تھے اور لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں کتب، پمفلٹ اور اِشتہارات مفت تقسیم کیے جا رہے تھے۔جگہ جگہ سے رَبُّنَا الْمَسِیْح رَبُّنَا الْمَسِیْح کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور زندہ جاوید اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا جس نے قربِ قیامت میں آسمان سے جلالی نزول فرما کر خدائی بادشاہت کو قائم کرنا تھا وہ یسوع مسیح ناصری

قرار دیا جا رہا تھا۔ مذہبی اعتقادات کے لحاظ سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے عیسائی مبلغوں کے پاس سب سے بڑا حربہ یہ تھا کہ یسوع مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے اور وہی دنیا کی رُستگاری اور اقوام عالم کی نجات کیلئے آخری زمانہ میں جلالی شان کیساتھ آسمان سے نازل ہوگا۔ تمام اَنبیاء بشمول محمد (ﷺ) چونکہ اِس جہان فانی سے کوچ کر چکے ہیں اور وہ کسی کی مدد نہیں کر سکتے۔ لہٰذا زندہ کو چھوڑ کر مردہ کے پیچھے لگنا عقلمندی نہیں ہے۔ اِس وجہ سے مسلمانوں کا خصوصاً تعلیم یافتہ طبقہ دینِ اسلام سے بدظن ہو کر عیسائیت کی گود میں جا رہا تھا۔

چنانچہ اس مایوسی کی حالت میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۹۱ء میں تین رسالے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام تحریر فرمائے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص اِلہام سے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ! ''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَکَانَ وَعْدُاللّٰہِ مَفْعُوْلاً۔ اَنْتَ مَعِیُ وَ اَنْتَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ اَنْتَ مُصِیْبٌ وَّ مُعِیْنٌ لِّلْحَقِ۔ ''(روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۴۰۲ بحوالہ ازالہٗ اوہام) عربی عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ تُو میرے ساتھ ہے اور تُو روشن حق پر قائم ہے۔ تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ مزید اپنے رسالے ''فتح اسلام'' میں فرماتے ہیں:۔

''اور مجھ پر خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے کھول دیا کہ حضرت مسیح ابن مریم بھی درحقیقت ایک ایمان کی تعلیم دینے والا تھا جو حضرت موسیٰ سے چودہ (۱۴۰۰) سو برس بعد پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں کہ جبکہ یہودیوں کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوگئی تھی اور وہ بوجہ کمزوری ایمان کے اُن تمام خرابیوں میں پھنس گئے تھے جو درحقیقت بے ایمانی کی شاخیں ہیں ۔ پس جب کہ اِس اُمت کو بھی اپنے نبی ﷺ کی بعثت کے عہد پر چودہ سو برس کے قریب مدت گزری تو وہی آفات ان میں بھی بکثرت پیدا ہو گئیں جو یہودیوں میں پیدا ہوئی تھیں تا وہ پیشگوئی پوری ہو جو اُن کے حق میں کی گئی تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے اِن کے لیے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مثیلِ مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۰ حاشیہ)

بعد ازاں آپؑ نے ''اَزالہ اوہام'' میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے وفات مسیح ثابت کر کے نہایت قوی دلائل سے اپنا مثیل مسیح ابن مریم ہونا ثابت کر دیا۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر قریباً ایک صدی سے بحث و مباحثہ ہوتا چلا آ رہا ہے۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ کو آسمان پر چڑھا کر بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں آسمان سے اُسی کے معہ جسم عنصری نزول کے منتظر ہیں اُنکے ہاتھ میں اِس عقیدہ کے حق میں کوئی قوی دلیل نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کا صرف ایک پیدائشی عقیدہ تھا جو کہ درجِ بالا وجوہات کی بِنا پر آہستہ آہستہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اِس میں کوئی بھی صداقت نہیں تھی۔ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ 'اَزالہ اوہام'' میں فرماتے ہیں:۔

ابن مریم مرگیا حق کی قسم۔ داخلِ جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اُسکو فرقاں سر بسر۔ اُس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے۔ ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

یہ تھے وہ معروضی حالات جن میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے ۱۸۹۱ء میں قطعی دلائل کیساتھ اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اُمت کے آگے پیش کیا تھا۔ لیکن وفاتِ مسیح ابن مریم کے قطعی ثبوت کے باوجود اُمت کی اکثریت اپنے پیدائشی عقیدہ ''حیات مسیح ابن مریم'' پر اَڑی رہی۔ اُس وقت کے علمائے اسلام بھی آپؑ کے وفات مسیح ابن مریم پر دلائل کو توڑ کر آپؑ کی صداقت کو تو نہ جھٹلا سکے لیکن غصہ میں آ کر اُنہوں نے آپؑ کا اَخراج از اسلام اور آپ کی تکفیر شروع کر دی۔

## ظہور مہدی سے متعلق آنحضرت ﷺ کی پیش خبری

مثیل مسیح ابن مریم کی طرح احادیث میں ایک پیشگوئی مثیلِ مصطفےٰ ﷺ کے متعلق بھی پائی جاتی ہے جسے دوسرے الفاظ میں ''اِمام مہدی'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ حدیث کے الفاظ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے مثیل یا بروز کی خبر دے رہے ہیں کیونکہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ ''خُلق اور خَلق'' میں میری مانند ہوگا۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں:۔ ''عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ رَجُلًامِنِّیْ اَوْمِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئُ اِسْمُہ اِسْمِیْ وَاَبِیْہِ اِسْمُ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔'' (ابوداؤد کتاب المھدی)۔ ترجمہ:۔ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا سے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ وہ مجھ میں سے یا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا اُس کا نام میرا نام اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے مندرجہ بالا الفاظ میں اپنی اُمت کو آئندہ زمانے میں ظاہر ہونیوالے اِمام مہدی کی پیشگوئی فرمائی اور ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے

الہام پا کر بیان فرمائی ہوگی۔ یہ پیشگوئی فرماتے وقت آنحضرت ﷺ نے یقیناً امام مہدی کی سچائی کی کوئی نشانی بھی بتائی ہوگی۔ اگر آئندہ ظاہر ہونیوالے کسی روحانی وجود کی پیشگوئی میں اُس کی سچائی کو پرکھنے کے لیے کوئی نشانی نہیں ہوگی تو پھر لوگ اُس سچے موعود کو کس طرح پہنچانیں گے۔؟ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک روحانی وجود کے متعلق کوئی پیشگوئی تو کریں لیکن اُس موعود وجود کی سچائی کی کوئی نشانی نہ بتائیں۔؟ بلا شبہ آنحضرت ﷺ نے اپنے معہود مہدی کی پیشگوئی میں اُس کی نشانی بھی بتائی تھی۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے درج ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:۔

”عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِیٍّ قَالَ:اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ تَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ۔“(سنن دار قطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف)۔

ترجمہ۔حضرت امام محمد باقر (حضرت امام علی زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت امام حسینؓ کے پوتے) روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی سچائی کے دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے وہ کسی کی سچائی کیلئے اس طرح ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند کو اُسکے گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ (یعنی ۱۳) کو گرہن ہوگا اور سورج کو اُسکے گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ (یعنی ۲۸) کو گرہن ہوگا اور جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اِن دونوں کو اس سے پہلے بطور نشان کبھی گرہن نہیں ہوا۔

آنحضرت ﷺ کی اِس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ نے ۱۸۹۱ء میں ہی مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ آپؑ اپنے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے دعاوی کے متعلق اپنی کتاب ”اتمام الحجۃ“ میں فرماتے ہیں:۔

☆”وَبَشَّرَنِیْ وَقَالَ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔”اِنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَالَّذِیْ یَرْقُبُوْنَہٗ وَالْمَھْدِیَّ الْمَسْعُوْدَالَّذِیْ یَنْتَظِرُوْنَہٗ ھُوَاَنْتَ۔نَفْعَلُ مَا نَشَآءُ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَالْمُمْتَرِیْنَ۔“(تذکرہ صفحہ ۲۰۹۔اتمام الحجۃ ۱۸۹۴ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ترجمہ۔خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔ ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ پس تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

حضرت مرزا غلام احمدؑ نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء میں کیا تھا۔ آپکے اس دعویٰ کے تین سال بعد یعنی مارچ اور اپریل ۱۸۹۴ء میں مہدی معہود کی سچائی سے متعلقہ آنحضور ﷺ کا بیان فرمودہ متذکرہ بالا خسوف وکسوف کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگیا۔ یہ ایک ایسا زبردست نشان تھا جسے کوئی بھی جھوٹا مدعی مہدویت اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کیلئے آسمان پر ظاہر نہیں کرسکتا تھا۔؟ جیسا کہ آپؑ اپنی کتاب ”تحفہ گولڑویہ“ میں فرماتے ہیں:۔

☆”اِن تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کیلئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔۔۔۔۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کیلئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے۔“(تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۰ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحات ۱۴۲،۱۴۳)

## اُمتِ محمدیہ میں نبوت کا مسئلہ

قرآن مجید میں تخلیق آدم علیہ السلام کا واقعہ کئی جگہوں پر پڑھنے کو ملتا ہے۔ حضرت آدمؑ اور حوّا کو زمین پر اُتارنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نصیحت فرمائی کہ ”فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی“ (سورۃ البقرہ:۳۹) پس اگر تم کو پہنچے میری طرف سے ہدایت۔ یہاں ”ھُدًی“ سے اَنبیاء ورُسل اور پیغمبروں کا سلسلہ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت پا کر لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کس کو علم ہے کہ اِنسان کمزوریوں کیساتھ پیدا کیے گئے ہیں۔ اِن کیساتھ نفس لگا دیا گیا ہے۔ یہ غلطیاں بھی کریں گے۔ اِن سے گناہ بھی سرزد ہونگے اور انہیں وقتاً فوقتاً میری ہدایت کی ضرورت پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں تک اپنی ہدایت بذریعہ اَنبیاء ورُسل پہنچاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے مختلف قوموں اور گروہوں کی طرف نبی آتے رہے۔ یہ سب علاقائی اور قومی نبی تھے۔ مثلاً حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک۔ اِن پیغامبروں کو اپنے اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایتیں ملتی رہیں وہ سب جُزوقتی ہدایتیں تھیں۔ پندرہ صدیاں پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو رحمت العالمین (الانبیاء:۱۰۸) بنا کر سب نوعِ انسان کی طرف آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا (سبا:۲۹) اور آپ ﷺ پر ایک کامل کتاب قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمائی۔ اَنبیاء ورُسل کا یہ موعود سلسلہ حضرت آدمؑ سے چلا آرہا ہے اور اس وعدہ میں پہلے کبھی تخلف نہیں ہوا اور نہ آئندہ اِنشاء اللہ تعالیٰ اس وعدہ میں کوئی تخلّف ہوسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے بھی جب کوئی نبی دنیا میں آتا تو اِس نبی کی زندگی میں اُس کی قوم اُس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی اور اُس کی تکذیب کرتی لیکن اُس کی وفات کے بعد کہنے لگ جاتی کہ اِس نبی کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نبی مبعوث نہیں کرے گا۔ لہٰذا ختم نبوت کی یہ ”روحانی بیماری“ بہت پُرانی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

”وَلَقَدْ جَآءَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمْ بِہٖ ط حَتّٰی اِذَا ھَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ بَعْدِہٖ رَسُوْلًا ط کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ ھُوَ

مُسْرِفٌ مُّرْ تَابُ ۔"(المومن:۳۵)ترجمہ۔اور یوسف اِس سے پہلے دلائل کیساتھ تمہارے پاس آچُکا ہے مگر تم جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا تھا اِسکے بارہ میں شک ہی میں رہے، یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوگیا تو تم نے کہنا شروع کیا کہ اللہ اِسکے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا اِسی طرح اللہ ہر حد سے گذرنے والے (اور) شبہ کرنیوالے کوگمراہ قرار دیتا ہے۔

اب اُمت محمدیہ میں بعض لوگ آنحضرتﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کے اِس دائمی سلسلہ کو منقطع خیال کرتے ہیں اور ختم نبوت کے جواز کیلئے سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ پیش کی جاتی ہے۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔" محمد(ﷺ) تمہارے جوان مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

## آیت خاتم النّبیّین کی تشریح قرآنِ مجید کی دوسری آیات کی روشنی میں

اب سوال یہ ہے کہ سورۃ احزاب کی متذکرہ بالا آیتِ کریمہ میں "خاتم النبیین" سے کیا مراد ہے۔؟ کیا اِس اِصطلاح سے آنحضرتﷺ کے بعد اَنبیاء ورُسل کے سلسلہ کا خاتمہ یعنی ختم نبوت مراد ہے یا اِس حکیمانہ اصطلاح کے کوئی اور معنی ہیں۔؟ اوّل تو یہ یادرہے کہ خاتَمہ کا لفظ ت کی زبر سے استعمال کیا گیا ہے نہ کہ خاتِمہ کا لفظ ت کی زیر سے جو اِس کے معنی آخری کیے جائیں۔مزید برآں ہم جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی بعض آیات بعض دیگر مبہم اور متشابہ آیات کی تفسیر خود کردیتی ہیں۔سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ میں "خاتم النبیین" کے الفاظ بظاہر مبہم اور اِختلافی ہیں۔اِن الفاظ کے حقیقی معنی کے متعلق قرآن مجید ہمیں کیا خبر دیتا ہے۔؟ یادرہے کہ قرآن مجید کی پہلی سورۃ کا نام "فاتحہ" ہے۔فاتحہ کے لغوی معنی کھولنے کے ہیں اور اسی لیے اس سورۃ کو "فـاتـحـة الكتاب" کہتے ہیں۔اس سورۃ کے چند اور نام بھی ہیں مثلاً یہ اُم القرآن بھی ہے اور السبع المثانی بھی ہے اور القرآن العظیم بھی ہے۔اس سورۃ کے متعلق "السبع المثانی" کا لفظ قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (الحجر: ۸۸)اور ہم نے یقیناً تجھے سات دہرائی جانیوالی (آیات) اور عظمت والا قرآن دیا ہے۔اسی طرح اس سورۃ کے بہت سارے فضائل حدیثوں میں بیان ہوئے ہیں مثلاً۔نسائی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے۔"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ مِثْلَ أُمِّ الْقُرْآنِ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيَ وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ (کتاب الافتتاح فضل فاتحۃ الکتاب) آنحضرتﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے نہ توراۃ میں نہ انجیل میں کوئی ایسی سورۃ اُتاری ہے جیسی کہ اُمّ القرآن یعنی سورۃ فاتحہ ہے اور اس کا ایک نام السبع المثانی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مجھے فرمایا ہے کہ وہ میرے اور میرے بندے کے درمیان بحصّہ مساوی بانٹ دی گئی ہے اور اس کے ذریعہ سے میرے بندے جو دُعا مجھ سے کریں گے وہ ضرور قبول کی جائے گی۔ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم سورۃ میں کہ جس سے قرآن مجید کی اِبتداء ہوئی اور وہ جو اِس کے مضامین کوکھولنے والی ہے ہمیں یہ دُعا سکھائی ہے:۔

(ا)"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَo صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o "(فاتحہ:۶۔۷) ہمیں سیدھے راستہ کی طرف چلا۔اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا۔جن پر نہ تو (تیرا) غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

جس ہستی نے آنحضورﷺ پر مکہ میں سورۃ فاتحہ نازل فرمائی تھی اُس کو معلوم تھا کہ اُس نے اپنے پیارے نبیﷺ پر مدینہ میں سورۃ احزاب کی متذکرہ بالا آیت "خاتم النبیین" بھی نازل فرمانی ہے۔اِسکے باوجود یہ سورۃ ہم پر واضح کررہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیبﷺ کی معرفت اُمت محمدیہ کو ایسے سیدھے راستے پر چلنے کی دعا سکھائی ہے جس پر چلنے والوں کو اُس نے پہلے بھی اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل فرمایا تھا۔اب یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیبﷺ کی اُمت کو سیدھی راہ پر چلنے کی دعا تو سکھائے اور پھر اُمت قیامت تک یہ دعا مانگتی بھی رہے لیکن اللہ تعالیٰ اُنکی یہ دعا قبول نہ فرمائے۔؟ ایسا لغو فعل (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے بندوں کو ایسی دعائیں سکھائے جو اُس نے قبول نہ کرنی ہوں۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے اِس سورۃ میں ہی "صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت" کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ وہ ایک دوسری جگہ پر فرماتا ہے۔ "وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔"(نساء: ۶۹) یعنی اگر اُمت محمدیہ آنحضرتﷺ کے فیصلوں پرعمل اور آپکی فرمانبرداری کرے گی تو اللہ تعالیٰ اُنہیں ضرور صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے گا۔اب یہاں کوئی سوال کرسکتا ہے کہ کیا دلیل ہے اس بات کی کہ "صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت" بخشنے سے اللہ تعالیٰ کی مراد نبوت کا انعام بھی ہوتا ہے۔؟ اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب ہمیں سورۃ انعام میں عنایت فرماتا ہے:۔

"وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ط اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ o وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ o وَ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ o وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ط وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ o وَ مِنْ اٰبَآءِ هِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ o ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ o" (سورۃ اَلانعام: ۸۴تا۹۱)

ترجمہ۔ یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے اِبراہیم کو اُس کی قوم کے خلاف عطا کی۔ہم جس کو چاہتے ہیں درجات میں بلند کر دیتے ہیں۔یقیناً تیرا رب حکیم (اور) علیم ہے۔اور اس (ابراہیمؑ) کو ہم نے اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔سب کو ہم نے ہدایت دی۔اورنوح کو ہم نے اِس سے پہلے ہدایت دی تھی اور اِس (ابراہیمؑ) کی ذریّت میں سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایّوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون کو بھی۔اور اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا عطا کیا کرتے ہیں۔اور زکریا اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس (کو بھی)۔یہ سب کے سب صالحین میں سے تھے۔اور اِسماعیل کو اور الیسع کو اور یونس کو اور لوط کو بھی۔اور اِن سب کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت بخشی۔اور اُنکے آباؤ اجداد میں سے اور اُنکی نسلوں میں سے اور اُن کے بھائیوں میں سے (بھی بعض کو فضیلت بخشی) اور اُنہیں ہم نے چن لیا اور صراط مستقیم کی طرف اُنہیں ہدایت دی۔یہ ہے اللہ کی ہدایت جس کے ذریعہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے راہنمائی کرتا ہے۔اور اگر وہ شرک کر بیٹھتے تو اُنکے وہ اعمال ضائع ہو جاتے جو وہ کرتے رہے۔یہ وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔پس اگر یہ لوگ اِس کا انکار کر دیں تو ہم یہ ایک ایسی قوم کے سپرد کر دیں گے جو ہرگز اِسکے منکر نہیں ہونگے۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی پس اِن کی (اس) ہدایت کی پیروی کر۔تو کہہ دے کہ میں تم سے اِس کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔یہ تو تمام جہانوں کیلئے محض ایک نصیحت ہے۔

کیا اِن آیات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتی کہ ''صراط مستقیم کی ہدایت'' میں نبوت کی نعمت شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے سابق اَنبیا علیھم السلام (ابراہیم، اسحاقؑ، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحیٰ، عیسیٰ، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط) کا ذکر فرما کر اور اُنکی مثالیں دے کر صراط مستقیم کی ہدایت کی وضاحت فرما دی ہے۔؟ اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو آنحضرت ﷺ کی معرفت صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی دعا سکھلائی ہے تو پھر کوئی معقول اِنسان یہ کیسے گمان کر سکتا ہے کہ اُمت محمدیہ نبوت ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہے۔؟ ہو سکتا ہے یہاں کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ کیا منعم علیہ گروہ میں اَنبیاء بھی شامل ہیں۔؟ خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ نہ صرف اَنبیاء منعم علیہ گروہ میں شامل ہیں بلکہ سب سے بڑا روحانی انعام نبوت ہی تو ہے اور اللہ تعالیٰ نے اِس وسوسہ کی تردید کیلئے سورۃ فاتحہ میں بیان فرمودہ '' صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ '' کی وضاحت سورۃ اَلنساء کی درجِ ذیل آیات میں فرما دی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۲) "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا o ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا o" (اَلنساء: ۷۰۔۷۱) ترجمہ۔اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی اَنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے اور اللہ تعالیٰ سب امور کو بہتر جانتا ہے۔

اِس آیت سے ثابت ہو گیا کہ منعم علیہ گروہ میں دیگر انعامات کیساتھ نبوت کا انعام بھی شامل ہے اور یہی سب سے بڑا روحانی انعام ہے۔اب جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کیلئے ایک مقبول دعا سکھائی ہے اور منعم علیہ گروہ میں نبی بھی شامل ہیں تو پھر ایک سچا مسلمان قرآن کریم کی اِس تعلیم کے برخلاف یہ عقیدہ کیسے اِختیار کر سکتا ہے کہ اُمت محمدیہ نبوت اِیسی عظیم الشان نعمت سے محروم ہے۔؟ کلام اللہ میں تضاد نہیں ہو سکتا اور کلام اللہ کی بعض آیات بعض دیگر آیات کی تفسیر خود ہی کر دیتی ہیں۔جس طرح کہ متذکرہ بالا آیت خاتم النبیین کی تفسیر بھی یہاں سورۃ فاتحہ، اَلانعام اور سورۃ اَلنساء میں موجود ہے۔اور یہ کہ '' آیت خاتم النبیین '' کا مطلب قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ نبوت کی نعمت آنحضرت ﷺ کے بعد ختم ہو چکی ہے بلکہ اس آیت کے معانی کچھ اور ہیں اور اس کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔بعض لوگ اِس آیت میں یہ شبہ پیدا کر دیتے ہیں کہ لفظ ''مَعَ'' کے معنی ''ساتھ'' کے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی میں کوئی انسان صرف اَنبیاء کیساتھ ہو سکتا ہے لیکن ان میں شامل نہیں ہو سکتا یعنی نبی نہیں ہو سکتا۔یہ شبہ بالکل غلط ہے اور دراصل کلام اللہ کی معنوی تحریف ہے۔اِسکی درج ذیل دو وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ۔ اگر کوئی شخص اس آیت میں لفظ ''مَعَ'' کے معنی ''ساتھ'' کر کے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کی پیروی میں صرف اَنبیاء کیساتھ ہو سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا تو پھر آیت مرقومۂ بالا کے یہ معانی کرنے پڑیں گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی میں کوئی بھی انسان نہ صرف کہ نبی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا بلکہ اِن سب کیساتھ ہو سکتا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ نعوذ باللہ اتنی بدنصیب اُمت ہے کہ اس میں کوئی انسان صالح بھی

نہیں ہوسکتا۔ یہ معانی یقیناً غلط ہیں اور عقل سلیم اِن کو رد کرتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں کروڑوں انسان صالح ہوگزرے ہیں۔ اور جب انسان اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی پیروی میں صالح ہوسکتا ہے تو پھر بلا شبہ اس آیت کے مطابق وہ نبی بھی ہوسکتا ہے۔ اُفسوس اِن لوگوں پر جو تعصب میں اِتنے اندھے ہوگئے کہ ایک برگزیدہ نبی کی مخالفت میں کلام اللہ کے معانی کو بھی بگاڑنے سے باز نہ آئے۔

دوسری وجہ۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ ''مَعَ'' کا استعمال اپنے کلام میں بمعنی ''مِنْ'' ''یعنی'' ''میں'' بھی فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ (سورۃ ال عمران۔۱۹۴) یعنی اے اللہ ہمیں اَبرار کیساتھ موت دے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسکے معانی یہ ہیں کہ اے اللہ ہمیں ابرار کے ساتھ شامل کر کے موت دے۔ یہ معانی کوئی نہیں کرتا کہ اے اللہ جس دن کوئی نیک آدمی مرے اُس دن اُسکے ساتھ ہمیں بھی مار دینا۔ قرآن کریم میں دوسرے مقامات پر بھی لفظ ''مَعَ'' بمعنی ''مِنْ'' استعمال ہوا ہے۔ لیکن سر دست ایک ہی مثال کافی ہے کیونکہ ! ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

## اِهْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُستَقِيْمَ سے متعلق بعض شبہات اور اُن کا اَزالہ

شُبہ نمبر ۱۔ ''اوّل تو یہی غلط ہے کہ اِهْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُستَقِيْمَ میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے بلکہ اس میں تو صرف ان جماعتوں کی راہ پر چلنے کی اور قائم رکھنے کی درخواست ہے'' (تفسیر جواہر القرآن جلد اوّل صفحہ ۷۶، مفسر مولانا حسین علی)

جواب۔ یہ شُبہ بالکل غلط ہے کیونکہ جو دُعا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھائے وہ تو پہلے ہی مقبول ہوتی ہے اور جن روحانی نعماء کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے وعدہ فرمائے وہ ضرور اُنہیں بخشتا ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ دُعا صرف منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ پہلے انعام یافتہ لوگوں کو منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کی وجہ سے ہی متذکرہ بالا روحانی نعمتیں ملیں تھیں۔ لہٰذا آج بھی یہ وعدہ موجود ہے اور آج بھی منعم علیہ گروہ کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کا وہی نتیجہ نکلے گا جو پہلے نکل چکا ہے۔

شُبہ نمبر ۲۔ ''نیز درخواست اور دُعا ہمیشہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کیلئے کی جاتی ہے جس کا حصول کسب اور محنت سے ممکن ہو اور جس فضل و کمال کا حصول کسب اور محنت سے ناممکن ہو، اُس کیلئے درخواست کرنا بالکل بے معنی اور عبث ہے'' (ایضاً)

جواب۔ یہ شُبہ بھی بالکل غلط ہے اور بعض علماء نے اپنی کم فہمی اور ناسمجھی سے پیدا کیا ہے ورنہ کلام پاک اِس کی تردید فرماتا ہے۔ یہ شُبہ پیدا کرنے والے علماء کیا اللہ تعالیٰ سے زیادہ عقلمند تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہ دُعا سکھائی اور وہ وعدہ بخشا جو نعوذ باللہ وہ پورا کرنے پر قادر نہیں تھا۔ حالانکہ ایک عام شریف اِنسان بھی اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے گا تو وہ وہی وعدہ کرے گا جو وہ پورا بھی کرسکتا ہے اور پھر وقت پر اپنا وعدہ پورا بھی ضرور کرے گا۔ کیا اِن کم فہم علماء کی نظر میں اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ ایک شریف انسان سے بھی گیا گزرا ہے کہ وہ وعدہ تو اپنے بندوں سے کرے اور دعا بھی سکھائے لیکن جھوٹی (معاذ اللہ)۔ ثانیاً۔ کلام اللہ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے حضرت ہارونؑ کو مانگا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی دُعا قبول فرما کر نہ صرف حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ کا معاون بنایا بلکہ اُسے نبوت بھی بخشی۔ اور یہ سب کچھ دعا ہی کے ذریعہ ہوا۔

شُبہ نمبر ۳۔ ''اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اِهْدِنَــــا الصِّرَاطَ الْمُستَقِيْمَ میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو درجہ نبوت چونکہ کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہوسکتا بلکہ نبوت ایک محض وہبی چیز ہے اور اسکے بارے میں قانون خداوندی یہ ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام ع ۱۵) لہٰذا درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ درخواست سے صرف صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات سے ہے۔'' (ایضاً)

جواب۔ یہ شُبہ بھی بالکل غلط ہے کہ دُعا صرف کسب و ریاضت سے حاصل ہونے والی شئے کے متعلق ہوسکتی ہے بلکہ دُعا ہر نعمت کے حصول کے لیے ضروری ہے۔ جس طرح ایک مریض کی شفاء کیلئے دُعا اور دوا دونوں ضروری ہیں۔ اسی طرح ہر روحانی نعمت بشمول نبوت کے لیے بھی تدبیر اور دُعا دونوں ضروری ہیں۔ حضرت جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں ! ؎

فکر کن در راہ نیکو خدمتے ۔ تا نبوت یابی اندر اُمتے

ترجمہ۔ کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے اُمت کے اندر نبوت مل جائے۔ (مثنوی مولانا روم دفتر اول صفحہ ۵۳)

یہاں تک یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوگئی اور قرآن مجید اِس کی تصدیق بھی کر رہا ہے کہ ''خاتم النبیین'' سے مراد اُمتِ محمدیہ میں نبوت کا مطلق خاتمہ نہیں ہے بلکہ اِس حکیمانہ اصطلاح

کا مطلب کچھ اور ہے۔؟ اُمت محمدیہ میں اَنبیاء ورُسل کے اس سلسلہ جاریہ کا بعض دیگر قرآنی آیات میں بھی ذکر ملتا ہے۔مثلاً۔اللہ تعالیٰ سورۃ الحج میں فرماتا ہے:۔

(۳)''اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ ۢ بَصِيۡرٌ ۔''(الحج۔۷۶)اللہ فرشتوں اورانسانوں میں سے بعض افراد کو بطورِ رسول چُن لیتا ہے۔اللہ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔

اِس آیت سے پہلے آنحضرتﷺ کے مخاطبین کا ذکر ہے نہ کہ پہلی اُمتوں کے افراد کا ذکر۔اُمت محمدیہ میں اگر آیت''خاتم النبیین''سے مراد نبوت و رسالت کا مطلق خاتمہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرشتوں کیساتھ انسانوں کے بطور رسول مُنتخب کرنے کا ذکر کیوں فرماتا۔؟ یہ آیت بھی اِس پر دال ہے کہ آنحضورﷺ کے زمانہ نبوت میں بھی بوقت ضرورت اللہ تعالیٰ اُمتِ محمدیہ میں سے بعض افراد کا بطورِ رسول انتخاب فرماتا رہے گا۔ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ يُلۡقِى الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ لِيُنۡذِرَ يَوۡمَ التَّلَاقِ ''(مومن۔۱۶)(وہ)اونچے درجوں والا عرش کا مالک ہے۔اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا کلام نازل فرماتا ہے تاکہ وہ(بندہ خدا کی)ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈرائے۔

آیت خاتم النبیین کے باوجود اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اپنی ملاقات کے دن سے ڈرانے کیلئے اپنے بندوں پر اپنا کلام نازل فرمانا کیا انبیاورُسل کے سلسلہ جاریہ کی خبرنہیں دیتا ہے؟ اِسی طرح سورۃ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِىۡ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ۔''(اعراف:۳۶) اے آدم کے بیٹو!اگرتمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جولوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو اس آیت میں نصیحت نہیں فرمائی کہ اے اَبنائے آدم!جب میں تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجوں تو تم کسی بھی رسول کا اِنکار نہ کرنا۔؟ بعض لوگ اِس آیتِ کریمہ کو سورۃ البقرہ میں بیان فرمودہ قصہ آدمؑ سے ملا کر غلط طور پر اُس کی آیت نمبر ۳۹ سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت(سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶)میں متذکرہ اُولادِ آدمؑ سے مراد نزولِ قرآن سے پہلے کی اُولادِ آدم ہے نہ کہ مراد نزول قرآن کے بعد کی یعنی موجودہ اُولادِ آدمؑ۔خاکسار یہاں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۹ میں بھی قیامت تک کیلئے اولادِ آدم مخاطب ہے اور سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں بھی قیامت تک کی اولادِ آدم مخاطب ہے۔اگر سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں متذکرہ اولادِ آدمؑ سے مراد نزولِ قرآن سے پہلے کی اولادِ آدم لی جائے تو ایسے اِستدلال کو تو بذاتِ خود قرآن کریم ہی غلط ٹھہراتا ہے۔مثال کے طور پر اِسی آیت نمبر ۳۶ سے پہلے کی دو آیات نمبر ۲۷ اور ۲۸ کو لیتے ہیں۔

''يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا يُّوَارِىۡ سَوۡاٰتِكُمۡ وَرِيۡشًا ط وَلِبَاسُ التَّقۡوٰى ذٰلِكَ خَيۡرٌ ط ذٰلِكَ مِنۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ o يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ الشَّيۡطٰنُ كَمَاۤ اَخۡرَجَ اَبَوَيۡكُمۡ مِّنَ الۡجَـنَّةِ يَنۡزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡاٰتِهِمَا ط اِنَّهٗ يَرٰٮكُمۡ هُوَ وَقَبِيۡلُهٗ مِنۡ حَيۡثُ لَا تَرَوۡنَهُمۡ ط اِنَّا جَعَلۡنَا الشَّيٰطِيۡنَ اَوۡلِيَآءَ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ o''(الاعراف:۲۷۔۲۸)ترجمہ۔اے آدم کی اولاد!ہم نے تمہارے لیے ایک ایسا لباس پیدا کیا ہے جو تمہاری چھپانے والی جگہوں کو چھپاتا ہے اور زینت ہے اور تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے۔یہ اللہ کے احکام سے ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔اے آدم کے بیٹو!شیطان تم کو بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا تھا،اِن دونوں سے اِن کا لباس اُس نے چھین لیا تھا تاکہ ان پر ان کی چھپانے والی چیزیں ظاہر کردے وہ اور اِس کا قبیلہ تم کو وہاں سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم اِن کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

ان متذکرہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو جو احکامات دیئے ہیں اور جو جو نصائح کیں ہیں،کیا یہ نصائح اور احکامات صرف نزولِ قرآن سے پہلے والی اولادِ آدم کیلئے تھے۔؟ ہرگز نہیں۔ایک عام آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ احکامات اور نصائح نزول قرآن کے بعد قیامت تک ہر زمانے کی اولادِ آدم کیلئے ہیں۔وہ اولادِ آدم جو نزول قرآن سے پہلے فوت ہو چکی ہے وہ اِن آیات میں مخاطب کیسے ہو سکتی ہے۔؟ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی اولادِ آدم کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کیا ہے اِس سے مراد نزول قرآن کے بعد ہر زمانے کی اولادِ آدم ہے۔جب سورۃ اعراف کی اِن آیات(۲۷۔۲۸)میں مخاطب نزول قرآن کے بعد کی ہر زمانے کی اولادِ آدم ہے تو پھر اِسی سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں نزول قرآن کے بعد کی ہر زمانے کی اولادِ آدم مراد کیوں نہیں ہو سکتی۔؟ مزید برآں چونکہ آنحضرتﷺ سے پہلے اَنبیاء علیہم السلام کو اپنے زمانوں میں جو خاص تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تھی وہ چونکہ قرآن پاک میں بھی کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہے۔اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک کی عمومی تعلیم کی مخاطب ہر زمانے کی اولادِ آدم ہے۔لہٰذا اس طرح یہ

قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۳۶ میں بطور خاص نزول قرآن کے بعد کی اولادِ آدم مخاطب ہے اور اُنہی کے لیے یہ نصیحت ہے کہ اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی کی روشنی میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ روحانی انعامات کا سلسلہ بشمول نبوت و رسالت اُمتِ محمدیہ میں جاری و ساری ہے۔ نبوت و رسالت تو رحمتِ خداوندی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی رحمت اور اپنے فضل سے کیونکر محروم کر سکتا ہے۔؟ ہر وہ مسلمان جسکے دِل میں تقویٰ ہے اور وہ جو قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب سمجھتا ہے اور اِسے فرقان یعنی سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والا گردانتا ہے وہ متذکرہ بالا بحث کے بعد قرآنی تعلیم سے بغاوت کرتے ہوئے ختم نبوت یعنی آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت و رسالت ایسی عظیم الشان نعمت کے خاتمہ کا سوچ بھی نہیں سکتا۔؟

جمال وحُسنِ قُرآں نُورِ جانِ ہر مُسلماں ہے ۔ قمر ہے چاند اَوروں کا، ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فِکر کر دیکھا ۔ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو ۔ وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

## آیت خاتم النبیین کی تشریح سورۃ کوثر کی روشنی میں

سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی جسمانی اَبوّت کی نفی فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی جسمانی اَبوّت کی نفی کا آپ ﷺ کے رسول اور خاتم النبیین ہونے سے کیا تعلق ہے۔؟ مسلمانوں میں بعض لوگ ''خاتم النبیین'' کے معنی آئندہ نبیوں کو ختم کرنیوالا کرتے ہیں۔ لیکن یہ معنی کسی طرح بھی شانِ محمد ﷺ اور شانِ اسلام کے مطابق نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جسمانی اولاد اور اس کا تسلسل اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے لیکن اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمتِ کاملہ کے تحت آنحضرت ﷺ کی جسمانی اولاد کی نفی فرمائی ہے۔ اگر خاتم النبیین کے معنی ''ہر قسم کے نبیوں کو ختم کرنیوالا'' لیے جائیں تو پھر آنحضرت ﷺ کی جسمانی اولاد کیساتھ ساتھ روحانی اولاد کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ایسے معنی محال بہ بداہت قرآن کریم کی نصوص بیّنہ سے مخالف پڑے ہوئے ہیں اور ان میں اِس قدر مفاسد ہیں اور اِس قدر خرابیاں ہیں کہ ممکن نہیں کو کوئی شخص اِن سب کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر پھر ان کو بدیہی البطلان نہ کہہ سکے۔ مثلاً۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ جو فرمایا اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ اِس سورۃ کا نزول اُس وقت ہوا تھا جب ایک کافر نے کہا تھا کہ آپ ﷺ کی نرینہ اولاد نہیں ہے۔ غالباً اُس نے آپ ﷺ کیلئے ''اَبتر'' کا لفظ بھی بولا تھا تو اِس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الۡاَبۡتَرُ اے محمدؐ! تیرا دشمن ہی اَبتر یعنی بے اولاد رہے گا۔ اُمت محمدیہ میں آج تک جتنے بھی روحانی لوگ آئے ہیں یا آئندہ آئیں گے وہ سب آپ ﷺ کی روحانی اولاد ہیں اور آپکے علوم و برکات کے وارث ہیں۔ اس آیت کو جب ہم مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کیساتھ ملا کر پڑھتے ہیں تو ہم پر حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ''خاتم النبیین'' کے معنی آئندہ نبیوں کو ختم کرنیوالا کریں تو پھر معاذ اللہ آپ ﷺ اَبتر ٹھہرتے ہیں حالانکہ یہ وعید آپؐ کے دشمنوں کیلئے تھی۔ پس اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ کے مطابق آپؐ کو کثرت کیساتھ روحانی اولاد بخشی گئی ہے اور اگر ہم یہ اعتقاد نہ رکھیں کہ آپ ﷺ کو کثرت کیساتھ روحانی اولاد دی گئی ہے تو ہم اس پیشگوئی کے منکر ٹھہریں گے۔ پس سورۃ کوثر کو سورۃ احزاب کے سامنے رکھ کر اِن معنوں کے علاوہ اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے۔

(۲) اگر ''خاتم النبیین'' سے نبوت کا دروازہ بند سمجھ لیا جاوے تو نعوذ باللہ اِس سے تو اِنقطاع فیض محمدی لازم آتا ہے اور اِس میں نحوست ہے اور رحمت العالمین کی شان کی ہتک ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اِس اُمت کو یہ جو کہا تھا کہ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ (ال عمران:۱۱۱) یہ نعوذ باللہ جھوٹ تھا۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ آئندہ کے واسطے نبوت کا دروازہ ہر طرح سے بند ہے تو پھر یہ اُمت خیر الامۃ کی بجائے شرّالامم واقع ہوئی اور یہ معنی کسی مسلمان کو کسی قیمت پر قبول نہیں ہونگے۔

## آیت خاتم النّبیّین کی تفسیر بزرگانِ سلف کے اِرشادات کی روشنی میں

اگر چہ قرآنِ مجید کے فیصلہ کے بعد کسی اِنسان کی رائے کی خواہ وہ کوئی بھی ہو، کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ قرآن سے بڑھ کر ہمارے لیے کوئی کامل رہنما نہیں ہو سکتا۔ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ اِس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو اَنوارِ یقین اور تواتر سے بھرا ہوا اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی علم کیلئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصل

کرنے کا متکفل ہوکر آیا ہے،جس کی آیت آیت اور لفظ لفظ ہزار ہا طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آبِ حیات ہماری زندگی کیلئے بھرا ہوا ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جواہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں، یہی ایک عمدہ محک ہے جسکے ذریعہ سے ہم راستی اور ناراستی میں فرق کر سکتے ہیں، یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشُبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت ہے اور ایک قسم کا رشتہ ہے اُن کا دل قرآن شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے اُن کے دل ہی اس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اس محبوب کی طرف جُھکتے ہیں اور بغیر اسکے کسی جگہ قرار نہیں پکڑتے اور اس سے ایک صاف اور صریح بات سُن کر پھر کسی دوسرے کی نہیں سُنتے۔ اِس کی ہر ایک صداقت کو خوشی سے اور دوڑ کر قبول کر لیتے ہیں اور آخر وہی ہے جو موجب اشراق اور روشن ضمیری کا ہو جاتا ہے اور عجیب در عجیب اِنکشافات کا ذریعہ ٹھہرتا ہے اور ہر ایک کو حسبِ استعداد معراجِ ترقی پر پہنچاتا ہے۔(ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۸۱ تا ۳۸۲)

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے قرآن مجید کی بزرگی کے متعلق جو فرمایا ہے اِس سے بڑھ کر کسی اِنسان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ کلام اللہ کی عظمت بیان کر سکے۔ لیکن پھر بھی آیئے لفظ ''خاتَم'' کے لغوی معانی کی روشنی میں بزرگان سلف، علمائے ربانی، مجددین اور اَولیائے کرامؒ کے ارشادات کا بغور مطالعہ کرتے ہیں کہ انہوں نے خاتَم النبیین کی اِس اصطلاح کو کن معنوں میں لیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کی نیکی، تقویٰ اور علم پر پوری اُمت فخر کرتی ہے۔

## (ا) خاتَم النبیین بمعنی آخری شرعی نبی

آپ ﷺ کی شریعت آخری ہے اور قیامت تک منسوخ نہیں ہوسکتی۔ مگر غیر تشریعی، تابع محمدی اور اُمتی نبوت کا اِمکان ختم نہیں ہوا۔

(۱) دنیائے اسلام کے مشہور و معروف صوفی اور ممتاز متکلم حضرت امام عبدالوہاب شعرانی (وفات ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء) فرماتے ہیں۔

''اعلم ان مطلق النبوۃ لم ترتفع و انما ارتفع نبوۃ التشریع۔'' (الیوقیت والجواہر جلد۲ صفحہ ۳۵)

ترجمہ۔ جان لو مطلق نبوت نہیں اُٹھی، صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے۔

(۲) چھٹی صدی ہجری کے ممتاز ہسپانوی مفسر اور پیشوائے طریقت صوفی الشیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ (وفات ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں۔

''فَا لنُّبُوَّۃُ سَارِیَۃٌ اِلیٰ یَوْمِ القِیَامَۃِ فِی الْخَلْقِ وَ اِنْ کَانَ التَّشْرِیعُ قَد انْقَطَعَ۔ فَا لتَّشْرِیعُ جُزْ ءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ۔'' (فتوحات مکیہ جلد۲ صفحہ ۱۰۰ باب ۷۳ صفحہ ۸۲)

ترجمہ۔ کہ نبوت مخلوق میں قیامت کے دِن تک جاری ہے گو تشریعی نبوت منقطع ہوگئی ہے۔ پس شریعت نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

''اِمَّا نبوّۃ التشریع و الرسالۃ فمنقطعہ و فی محمّد ﷺ قد انقطعت فَلَا نبّی بعدہ مشرّعًا۔۔۔۔۔۔۔۔''۔ (فصوص الحکم صفحہ ۱۴۰۔۱۴۱)

ترجمہ:۔ کہ تشریعی نبوت اور رسالت بند ہو چکی اور حضور ﷺ کے وجود با وجود پر اِس کا انقطاع ہو گیا ہے لہٰذا آپ ﷺ کے بعد صاحبِ شریعت نبی کوئی نہ ہوگا۔۔۔۔

(۳) امام الہند مجدد صدی دوازدہم متکلم و صوفی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (وفات ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) فرماتے ہیں۔

''ختم بہ النبیون ای لا یو جد من یا مرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس۔'' (تفہیمات اِلٰہیہ صفحہ ۵۳)

ترجمہ۔ کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے شریعت دے کر مامور فرمائے یعنی شریعت جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا۔

(۴) جناب الشیخ عبدالقادر الکروستانیؒ لکھتے ہیں۔

''اِنَّ معنٰی کَوْنِہٖ خَاتم النّبیّن ھُوَ اِنَّہ لَا یبعث بعدہ نبی اخربشریعۃ اخریٰ۔'' (تقریب المرام جلد۲ صفحہ ۲۳۳)

ترجمہ۔ کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لے کر مبعوث نہ ہوگا۔

(۵) حضرت السید عبدالکریم جیلانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

''فا نقطح حکم نبوّۃ التشریع بعدہ و کان محمّد ﷺ خاتم النبیّن لِانّہ جاء بالکمال ولم یجئ احد بذٰلك۔'' (الانسان الکامل جلد۱ صفحہ ۹۸ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوتِ تشریعی کا انقطاع ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ خاتم النبیین قرار پائے۔ کیونکہ آپ ﷺ ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور کوئی نبی نہ لایا۔

(۶) حضرت الشیخ بالی آفندیؒ (متوفی ۹۶۰ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

''خاتم الرسل ھُو الّذی لا یُوجَد بعدہ نبی مشرّع۔'' (شرح فصوص الحکم)

ترجمہ:۔خاتم الرسل وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی صاحبِ شریعتِ جدیدہ پیدا نہیں ہوگا۔

(۷) حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

’’تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں اُن کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوتِ محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔بجز اِس کے سب راہیں بند ہیں۔تمام سچائیں جو فنا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں۔نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لیے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیے تھا۔‘‘(الوصیت ۱۹۰۵ء۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۱)

**(۲) خاتم النبیین بمعنی نبیوں کا سردار۔** اِن معنوں میں کہ نبوت کے تمام کمالات آپ ﷺ پر ختم ہو گئے۔

جب کوئی فنکار اپنے فن میں انتہائی کمال پر پہنچ جائے۔ایسا کمال کہ اُس سے آگے کوئی کمال نہ ہو تو اُس فنکار کیلئے کہا جاتا ہے کہ فلاں فنکار پر فلاں فن کا خاتمہ ہو گیا ہے۔عالم اسلام کے ایک عظیم عارف اور صوفی حضرت مولانا جلال الدین رومؒ اس حقیقت کا اظہار اپنی مثنوی میں یوں فرماتے ہیں:۔

بہرایں خاتم شداست او کہ بجود مثل اونے بُود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست تو نہ گوئی ختم صنعت بر تو است

ترجمہ۔آنحضرت ﷺ اس وجہ سے خاتم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچانے میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔جب کوئی کاریگر اپنی صنعت میں انتہائی کمال پر پہنچے تو اے مخاطب! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر کاریگری ختم ہو گئی۔

اس حقیقت کے اظہار کیلئے علم و فضل کی دنیا سے ہم چند اِمثال ذیل میں درج کرتے ہیں۔مثلاً

(۱) ابوتمام (۱۸۸ھ۔۲۳۱ھ) شاعر کو خاتم الشعراء لکھا گیا ہے۔(دفیات الاعیان جلد اوّل)

(۲) حضرت علی خاتم الاَولیاء ہیں۔(تفسیر صافی۔سورۂ احزاب)

(۳) امام محمد عبدہ مصری خاتم الائمہ تھے۔(تفسیر الفاتحہ صفحہ ۱۴۸)

(۴) السید احمد السنوسی خاتم المجاہدین تھے۔(اخبار الجامعۃ الاسلامیہ فلسطین ۲۷۔محرم ۱۳۵۲ھ)

(۵) امام سیوطی (وفات۔۹۱۱ھ) کو خاتمۃ المحققین کہا گیا ہے۔(سرورق تفسیر رُوح اِتقان)

(۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو خاتم المحدّثین لکھا جاتا ہے۔(عجالہ نافعہ)

(۷) الشیخ شمس الدین خاتمۃ الحفّاظ تھے۔(التجرید الصریح مقدمہ صفحہ ۴)

(۸) الشیخ عبدالحق (۹۵۸ھ۔۱۰۵۲ھ) کو خاتمۃ الفقہاء مانا جاتا ہے۔(تفسیر الاکلیل سرورق)

(۹) مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (۱۱۴۸ھ۔۱۲۹۷ھ) کو خاتم المفسّرین لکھا گیا ہے (اسرارِ قرآنی ٹائٹیل پیج)

اب یہ نہیں مانا جاتا کہ ابوتمام کے بعد شعراء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا حضرت علیؓ کے بعد اَولیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا امام محمد عبدہ مصری کے بعد ائمہ کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا السید احمد السنوسی کے بعد مجاہدین کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا امام سیوطی کے بعد محققین کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے بعد محدثین کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا الشیخ شمس الدین کے بعد حفاظ کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا الشیخ عبدالحق کے بعد فقہا کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے بعد مفسّرین کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔یہ سب ماہرین اپنے زمانے میں اپنے اپنے فنون میں کمال یافتہ یعنی خاتَم تھے۔لیکن اس کے باوجود اِن کے بعد اِن کے فن میں اور لوگ بھی پیدا ہوئے اور اِنشاء اللہ تعالیٰ پیدا ہوتے رہیں گے۔خاتم النبیین کا بھی یہ معنی نہیں ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے بلکہ لفظ ’’خاتَم‘‘ کے نبوت کے معاملہ میں بھی وہی معنی ہیں جو دیگر فنون کے سلسلہ میں اِس لفظ کے ہیں۔عالم اسلام کی چند اِنتہائی برگزیدہ اور نامور ہستیوں نے بھی ’’خاتم النبیین‘‘ کے یہی معنی کیے ہیں اور اِن کے اِرشادات درج ذیل ہیں:۔

(۱) نامور متکلم اسلام اور مفسر قرآن حضرت فخر الدین رازی (وفات ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں۔

”فالعقل خاتم الکل والخاتم یجب ان یکون افضل الا تری ان رسولنا ﷺ لما کان خاتم النبیین کان افضل الانبیاء۔“(تفسیر کبیر رازی جلد ۶ صفحہ ۳۱)

ترجمہ۔عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کیلئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔

(۲) اسلام میں فلسفہ تاریخ کے امام اور مشہور مورخ حضرت علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون المغربی ؒ (وفات ۸۰۸ھ/۱۴۰۶ء) اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

"ویـملثون الولاية فی تفاوت مراتبها بالنبوة و يجعلون صاحب الكمال فيها خاتم الاولياء ای حائزًا للمرتبة التی هی خاتمة الولاية كما كان خاتم الانبياء حـائـزًا لـلمرتبة التی هی خاتمة النبوة۔ " (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱-۲۷۲ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ ولایت کو اپنے تفاوت مراتب میں نبوت کا مثیل قرار دیتے ہیں اور اس میں کامل ولی کو خاتم الاولیاء ٹھہراتے ہیں۔ یعنی اس مرتبہ کا پانے والا جو ولایت کا خاتمہ ہے۔ جس طرح سے حضرت خاتم الانبیاء اس مرتبہ کمال کے پانیوالے تھے جو نبوت کا خاتمہ ہے۔

(۳) بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (وفات ۱۲۹۷ھ) فرماتے ہیں۔

''سو جس میں اس صفت کا زیادہ ظہور ہو جو خاتم الصّفات ہو یعنی اس سے اوپر اور صفت ممکن الظہور یعنی لائق انتقال وعطائے مخلوقات نہ ہو وہ شخص مخلوقات میں خاتم المراتب ہوگا اور وہی شخص سب کا سردار اور سب سے افضل ہوگا۔'' (رسالہ اِنتصار الاسلام صفحہ ۴۵)

(۴) حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

''آنحضرت ﷺ کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ اِن معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالاتِ نبوت اِن پر ختم ہیں اور دُوسرے یہ کہ اِن کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اِن کی اُمت سے باہر ہو۔ بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ اِنہیں کے فیض اور اِنہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمتی کہلاتا ہے نہ کوئی مستقل نبی۔'' (تتمہ چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۰)

## (۳) خاتم النبیین بمعنی عُلُو مرتبت میں آخری۔

آپ ﷺ بلحاظ رفعت وشان اور بلحاظ عُلُو مرتبت آخری ہیں نہ کہ محض بلحاظ زمانہ۔

(۱) حضرت سید عبدالقادر جیلانی ؒ کے مرشد طریقت اور پیر خرقہ حضرت ابوسعید مبارک ابن علی مخزومی (وفات ۵۱۳ھ) فرماتے ہیں۔

"والاخرة منها اعنی الانسان اذا عرج ظهر فيه جميع مراتب المذكوره مع انبسطها ويقال له الانسان الكامل والعروج ولانبساط على الوجه الاكمل كان فی نبيناﷺ ولهذا كان ﷺ خاتم النبيين۔" (تحفہ مرسلہ شریف مترجم صفحہ ۵۱)

ترجمہ۔ (کائنات میں) آخری مرتبہ انسان کا ہے جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے اور عروج کمالات اور سب مراتب کا پھیلاؤ کامل طور پر ہمارے نبی ﷺ میں ہے اور اسی لیے آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

(۲) نامور صوفی حضرت ابوعبداللہ محمد بن علی حسین الحکیم الترمذیؒ (وفات ۳۰۸ھ) نے فرمایا ہے۔

"يظن ان خاتم النبيين تاويله انه اخرهم مبعثاً فای منقبةٍ فی هذا ؟ هذا تاويل البله الجهلة۔ " (کتاب خاتم الاولیاء صفحہ ۳۴۱)

ترجمہ۔ یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النبیین کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کونسی علمی بات ہے؟ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔

(۳) بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء) ارشاد فرماتے ہیں۔

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ اَنبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ ﷺ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولـكـن رسـول الـلـه و خـاتـم النبيين فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۳)

(۴) حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

''اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے نبی ﷺ اور ہمارے سیّد ومولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کی رُو سے تمام اَنبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہوگیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مُردے ہیں کوئی اِن میں زندگی نہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کا رُوحانی فیضان قیامت تک جاری ہے اس لیے باوجود آپ

کے اس فیضان کے اس اُمت کیلئے ضروری نہیں، کہ کوئی مسیح باہر سے آوے۔ بلکہ آپکے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنی انسان کو مسیح بنا سکتا ہے جیسا کہ اس نے اس عاجز کو بنایا ہے۔''
(چشمہ مسیحی ۱۹۰۶ء۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۸۹)

## (۴) خاتم النبیین بمعنی نبیوں کی مہر۔

خاتَم عربی زبان میں مہر کو کہتے ہیں اور اس طرح آنحضرت ﷺ نبیوں کی مہر بھی تھے۔آپ ﷺ نے نہ صرف اَنبیائے سابق کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کی بلکہ آئندہ بھی آپؐ ہر قسم کے روحانی فیض کا سرچشمہ ہیں اور آپؐ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔آپ ﷺ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپؐ سے پہلے ایسی پاکیزہ روح اور کسی نبی کو نہیں ملی تھی۔

(۱) حضرت ابوالحسن شریف رضیؒ (وفات ۴۰۶ھ) حضرت امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے ایک بلند پایہ عالم تھے۔آپ خاتم النبیین کے معنی اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"هذه استعاره والمراد بها انّ اللّه تعالیٰ جعله ﷺ واٰلہٖ حافظًاالشرائع الرّسل علیهم السّلام و کتبهم جامعًا لمعالمِ دینهم وایتهم کالخاتم الذی یطبع به علی الصحائف و غیرها لحفظ ما فیها و یکون علامةً علیها۔"(تلخیص البیان فی مجازات القرآن صفحہ ۱۹۱)

ترجمہ۔یہ استعارہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو تمام رسولوں کی شریعت اور کتابوں کا محافظ بنایا ہے اور انکے دین کی اہم تعلیمات اور انکے نشانات کا بھی اس مہر کی طرح جو خطوط پر انکو محفوظ رکھنے اور انکی علامت کے طور پر ثبت کی جاتی ہے۔

(۲) دیوبندی مَسلک کے مشہور عالم مولانا محمود الحسن صاحب اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب اپنے ترجمہ قرآن میں لکھتے ہیں:۔

''جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ رُوحِ محمدیؐ پر ختم ہوتا ہے۔بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ رُتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپؐ ہی کی مُہر لگ کر ملی ہے۔''

(۳) دیوبندی مسلک کے ایک اور عالم مولانا قاری محمد طیّب صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخشی بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔''(آفتابِ نبوت کامل صفحہ ۱۰۹)

(۴) حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

''وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کیساتھ آیا جس سے رُوحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دُنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اُسکے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفٰے ﷺ ہیں۔اے پیارے خُدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور دُرود بھیج جو ابتداءِ دُنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔اگر یہ عظیم الشان نبی دُنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دُنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ اُن کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔یہ اُسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دُنیا میں سچے سمجھے گئے۔(اتمام الحجۃ ۱۸۹۴ء۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۰۸)

''اللہ جلّشانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحبِ خاتم بنایا۔یعنی آپ کو افاضہ کمال کیلئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپکی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُنکی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا۔''(حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء۔روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۰ حاشیہ)

## (۵) خاتم النبیین بمعنی نبیوں کو ختم کرنیوالا۔

آنحضرت ﷺ نے معنوی طور پر سب نبیوں کو بلحاظ کمالات ختم کر دیا ہے اور آپ کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ پر فقط نبوت ہی نہیں بلکہ جُملہ کمالاتِ رُوحانی بھی ختم ہو گئے ہیں۔اسی سلسلہ میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں۔ ؎ ختم شُد بر نفسِ پاکش ہر کمال ۔ لاجرم شُد ختم ہر پیغمبرے

آپؑ ایک اور جگہ پر فرماتے ہیں۔ ؎ ہست او خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوت را برو شد اِختتام

آنحضرت ﷺ خیر الرسل اور خیر الانام ہیں اور ہر قسم کی نبوت آپ ﷺ پر ختم ہو گئی ہے۔یاد رہے کہ جس طرح قرآن کریم کی کسی مبہم اور متشابہ آیت کی تفسیر خود قرآن کریم کی دوسری آیات کر دیتی ہیں اسی طرح حضرت بانئے سلسلہ کے کسی ذو معنی اور مبہم فقرے کی تشریح بھی خود آپکے کلام میں دوسری جگہ پر ہو جاتی ہے۔مثلاً ''ہر نبوت را برو شد اِختتام'' یعنی ہر

قسم کی نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگئی ہے کی مزید تشریح آپؑ ایک دوسری جگہ پر یوں فرماتے ہیں:۔

''یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت ﷺ کی اُمت نہ ہوتا اور آپؐ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوّت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اِسی بنا پر میں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ (تجلّیاتِ الٰہیہ ۱۹۰۶ء۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۱۱۔۴۱۲)

## آیت خاتم النّبیّین کی وضاحت احادیث نبویہ کی روشنی میں

قرآن کریم کا ہر ہر لفظ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ ہمارے پیارے سیّد و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر نازل ہوا تھا۔ ہم پر فرض ہے کہ ہم کسی بھی دوسرے اِنسانی کلام کا مطالعہ قرآن کریم کی روشنی میں کریں۔ اگر کسی حدیث اور قرآن شریف کے مضمون میں بظاہر کہیں تعارض نظر آئے تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اِن میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر اِن میں تطبیق پیدا ہو جائے تو ٹھیک ہے وگرنہ اس حدیث کو چھوڑ دیں کیونکہ ایسی حدیث کو ہم آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب نہیں کر سکتے جس کا مضمون قرآن شریف کے مخالف ہو۔

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قُرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کیلئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قُرآن۔'' (کشتی نوح ۱۹۰۲ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

اِسی رسالہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اَلۡخَیۡرُ کُلُّه فِی الۡقُرۡاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دِن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خُدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔'' (ایضاً صفحہ ۲۷)

حدیث کی کُتب ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ثوبانؓ سے ایک روایت ہے۔ ''عَنۡ ثَوۡبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ ۔۔۔وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعۡدِیۡ وَلَا تَزَلُ طَائِفَةٌ مِنۡ اُمَّتِیۡ عَلَیٰ الۡحَقِّ ظَاهِرِیۡنَ لَا یَضُرُّهُمۡ مَنۡ خَالَفَهُمۡ حَتّٰی یَاتِیَ اَمۡرُ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوۡ دَاوٗدَ وَالتِّرۡمِذِیُّ۔'' (بحوالہ مشکوٰۃ شریف جلد ۳ صفحہ ۱۵)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔۔۔ اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر ہوگی اور ہمیشہ غالب رہے گی جو شخص مخالفت کرے گا وہ اُن کو نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ کا اَمر آجائے۔ روایت کیا اِسکو ابوداؤد اور ترمذی نے۔

اِس حدیث کی بنا پر اُمت محمدیہ کی ایک کثیر تعداد یہ یقین کر کے بیٹھی ہے کہ آنحضرت ﷺ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی ہیں اور اب آنحضرت ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کسی کو نبوت کا انعام نہیں بخشے گا۔ یہ سب لوگ اپنی سادگی میں آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے مبعوث ہونے کو آنحضرت ﷺ کی شانِ خاتم النبیین پر حملہ خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حقیقت کے خلاف ہے بلکہ منشاءِ الٰہی کے بھی برخلاف ہے۔ مجموعہ احادیث میں نبوت سے متعلق اگر اِس حدیث کے مضمون کے مخالف کوئی اور حدیث نہ بھی ہوتی تب بھی جب ہم اس حدیث کو کلامِ الٰہی کی روشنی میں دیکھتے ہیں تو ہمیں صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ کی ختم نبوت سے مراد یہاں ایسے نبی کی ہے جو آپ ﷺ کی غلامی اور پیروی سے باہر ایک حقیقی اور صاحب شریعت نبی ہوگا نہ کہ کوئی ایسا نبی جو آپ ﷺ کی غلامی اور پیروی اور آپ ﷺ کی ذات میں فنا ہو کر یہ انعام پائے گا۔ اور ایسا خوش نصیب اِنعام یافتہ تب اُمتی نبی ہوگا نہ کہ کوئی مستقل نبی۔ اگر کوئی انسان میرے اس فہم کے برخلاف یہ سمجھتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے خاتم النبیین سے مراد ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہے تو میرا اُس سے یہ سوال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سورۃ فاتحہ میں یہ دُعا سکھائی ہے کہ ''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ'' اے اللہ ہمیں اُس سیدھے راستے پر چلا جس پر چلنے والوں پر تو نے انعام فرمایا ہے اور پھر سورۃ نساء میں یہ فرما کر اس منعم علیہ گروہ کی وضاحت بھی فرما دی۔ ''وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیۡقًا'' اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ اِن لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی اَنبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (معاذ اللہ) اُمت محمدیہ کو منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی دُعا سکھا کر اور منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کا وعدہ فرما کر کیا جھوٹ بولا ہے۔؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ اعراف میں جو فرمایا ہے کہ ''یٰبَنِیۡٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡكُمۡ

اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔" اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رسالت کے جس سلسلہ کا ذکر فرمایا ہے کیا یہ نعوذ باللہ سب جھوٹ ہے۔؟ کیا اُمت محمدیہ بنی آدم میں شامل نہیں۔؟ خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ یہ ہرگز جھوٹ نہیں۔ اور اُمت محمدیہ بلاشبہ بنی آدم کا ہی تسلسل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دُعا سکھائی ہے اور جن انعامات کا وعدہ فرمایا ہے وہ قطعی طور پر سچ ہیں۔ اگر اُمت ہی روایتوں کے پیچھے پڑ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہو کر بیٹھ جائے تو اِس میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے کلام کا کیا قصور۔؟ ؎ حقیقت خرافات میں کھوگئی ۔ یہ اُمت روایات میں کھوگئی

یہ بات یادر ہے کہ دینِ اسلام میں احادیث نے بہت فتنہ ڈالا ہوا ہے۔ ہر فرقہ اپنے ذوق اور اپنی پسند کے مطابق کوئی حدیث لے کر بیٹھا ہے۔ لہٰذا اِن احادیث کے معاملہ میں ہمیں خاص احتیاط برتنی چاہیے۔ حضرت مسیح ناصریؑ کے وقت میں اِن احادیث (طالمود) کی وجہ سے ہی یہودی ہلاک ہوئے اور اُنہوں نے ایک سچے نبی اور رسول کا نہ صرف انکار کیا بلکہ اُسے کافر اور دجّال قرار دے دیا۔ ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی حدیث قرآن اور سنت کی نقیض ہو تو ہمیں اُس حدیث کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور اگر کوئی حدیث بظاہر خواہ وہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہو لیکن قرآن اور سنت اُسکی تائید کر رہے ہوں تو ہمیں اُس حدیث پر عمل کرنا چاہیے۔ اسلامی مسائل کا ایک خاصا ذخیرہ اِن احادیث میں موجود ہے اِس لیے ہمیں اُسکی قدر کرنی چاہیے۔ اور جب تک قرآن وسنت کسی حدیث کی تکذیب نہ کریں ہمیں بھی اُسکی تکذیب نہیں کرنی چاہیے کیونکہ آخر یہ ہمارے نبیﷺ کی طرف منسوب ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اگر حضرت ثوبانؓ کی حدیث کے علاوہ مجموعہ احادیث میں نبوت کے سلسلہ میں کوئی اور حدیث نہ ہوتی تو قرآن مجید اس ضمن میں ہماری راہنمائی کیلئے موجود تھا لیکن یہاں تو معاملہ کچھ اور ہے کیونکہ مجموعہ احادیث میں نبوت کے سلسلہ میں اور بھی احادیث موجود ہیں۔ اگر ہمارے دل ودماغ میں کوئی فتور نہ ہو اور ہم ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر تقویٰ اور طہارت اور عدل کیساتھ اِن احادیث پر یکجائی نظر دوڑائیں تو یہ احادیث نہ صرف ہماری راہنمائی کیلئے کافی ہیں بلکہ اِن میں ہمارے اطمینان قلب کا سامان بھی موجود ہے۔" لَا نَبِیَّ بَعْدِی " سے متعلق اولاً۔ خاکسار یہ عرض کرتا ہے کہ وہ بزرگانِ اسلام جنکے متعدد اقتباسات پہلے درج کیے جا چکے ہیں کیا یہ احادیث اُنکے علم میں نہیں تھیں۔؟ کیا وہ نعوذ باللہ عوام کالانعام سے کم متقی اور کم علم تھے کہ آنحضرت ﷺ کے اس واضح ارشاد" لَا نَبِیَّ بَعْدِی " کے باوجود، انہوں نے یہ مسلک اختیار کر لیا کہ صرف نئی شریعت لانے والے نبی کا آنا ممتنع ہے البتہ اُمتی یا تابع نبی کا آنا جائز اور ممکن ہے۔؟ مزید میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حدیث" وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ " کے راوی حضرت ثوبانؓ تو ایک عام صحابی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے اِس حکیمانہ کلام کو آپکی زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بڑھ کر اور کون جان سکتا ہے جنہیں اُمت معلّمہ نصف الدین کے لقب سے یاد کرتی ہے۔؟ آپؓ فرماتی ہیں:۔" قُوْلُوْا اِنَّہ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا تَقُوْلُوْا لَانَبِیَّ بَعْدَہ۔ "(درمنثور جلد۵ صفحہ۲۰۴) ترجمہ۔ یعنی اے لوگو! تم یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول کی تشریح میں شیخ الامام حضرت ابن قتیبہؒ (متوفی ۲۶۷ھ) فرماتے ہیں:۔

"لیس ھذامن قولھاناقضًا بقول النبیﷺ لا نبیّ بعدی لانہ اراد لانبی بعدی ینسخ ماجئت بہ "(تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶) (حضرت عائشہؓ) کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے فرمان لَانَبِیَّ بَعْدِیْ کے مخالف نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو۔

اسی طرح برصغیر پاک وہند کے مایہ ناز محدث شارح مشکوٰۃ شریف اور مشہور امام اہل سنت حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء) فرماتے ہیں۔

" ورد "لَانَبِیَّ بَعْدِیْ "معناہ عند العُلماء لا یحدث نبیّ بشرعٍ ینسخ شرعَہ۔ "(الاشاعت فی اشراط الساعۃ صفحہ۲۲۶) ترجمہ۔ حدیث میں لا نبیّ بعدی کے جو الفاظ آئے ہیں اسکے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ایسی شریعت لے کر پیدا نہیں ہوگا جو آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرتی ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

" فعلّمنابقول علیہ الصلوٰۃ والسّلام لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ولارُسول ان النبوّۃ قد انقطعت والرسالۃ انمایرید بھاالتشریع۔ "(قرۃالعینین فی تفضل الشیخین صفحہ۳۱۹) ترجمہ۔ آنحضرت ﷺ کے قول لا نبیّ بعدی ولا رسول سے ہمیں معلوم ہوگیا کہ جو نبوت ورسالت منقطع ہوگئی ہے وہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک نئی شریعت والی نبوت ہے۔

اب اگر کچھ لوگ اپنی ناسمجھی میں کسی برگزیدہ اِنسان کی محض مخالفت کرنے کیلئے اپنے من پسند خیال یا عقیدہ کی بنا حضرت ثوبانؓ کی متذکرہ بالا حدیث پر قائم کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ قرآن کریم، حضرت اُم المومنینؓ کا قول اور دیگر جید بزرگان اسلام کے ارشادات اُنکے اِس نقطہ نظر کی تردید کرتے ہیں تو پھر میں یا کوئی اور سوائے اِس دعا کے کہ اللہ تعالیٰ اِنکے حال پر رحم فرمائے اور کیا کر سکتے ہیں۔؟

## آنحضورﷺ کا ایک فیصلہ کن ارشاد

آیت ''خَاتَمَ النَّبِیّٖن '' کے نزول کے بعد ہمارے پیارے رسولﷺ نے اِس آیت کے معنی سمجھانے کیلئے ہمارے ہاتھ میں ایک کلید تھمائی ہے۔ یہ یاد رہے کہ آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖن ۵ھ میں نازل ہوئی تھی۔ اِس آیت کے نزول کے قریباً چار سال بعد یعنی ۹ھ میں آنحضرتﷺ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوگیا۔ اِس حقیقت کے باوجود کہ آنحضرتﷺ آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖن کے معنی ہر دوسرے انسان سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے۔ آپﷺ نے اپنے نوعمر بچے کی وفات پر فرمایا:۔

''عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: لَمَّا مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلّٰی عَلَیْہِ وَ قَالَ: اِنَّ لَہ مَرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ وَ لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا وَ لَوْ عَاشَ لَعُتِقَتْ اَخْوَالُہ الْقِبْطُ وَمَا اسْتَرَقَّ قِبْطِیٌّ۔''(ابن ماجہ کتاب الجنائز بحوالہ حدیقة الصالحین صفحہ ۹۲۹)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرتﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ فوت ہوئے تو آپﷺ نے اِسکی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا اگر میرے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے تو وہ صدیق (یعنی سچ کا پرچار کرنیوالے) نبی ہوتے اور اُنکے ننھیال جو مصری قبطی ہیں (کفر کی) غلامی سے رہائی پاتے۔

آنحضرتﷺ کا یہ ارشاد آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے نزول کے بعد کا ہے اور اس سے آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی واضح تشریح ہو جاتی ہے۔ اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے الفاظ اُمت محمدیہ میں صدیق نبی یا اُمتی نبی ہونے میں کوئی روک نہیں۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کسی ذہین طالب علم کی وفات پر یہ کہا جائے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔ یہ بات اسی صورت میں کہی جاسکتی ہے جبکہ ڈاکٹری کا عہدہ (Rank or Post) موجود اور قابلِ حصول ہو۔ اگر ڈاکٹری کا عہدہ ہی ختم ہو چکا ہو تو پھر کسی طالب علم کی وفات پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اگر یہ زندہ رہتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔ آنحضرتﷺ کا یہ فرمان ہماری یہ راہنمائی فرماتا ہے کہ صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے میں اُس کی وفات روک ہوئی نہ کہ آیت خاتم النبیین۔ لیکن عہد حاضر کے بعض کم فہم علماء اس حدیث کے متعلق یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پسر رسولﷺ کو بچپن میں اس لیے وفات دیدی تاکہ وہ بڑے ہوکر نبی نہ بن جاتے اور اِس طرح آیت خاتم النبیین پر (نعوذ باللہ) حرف نہ آجاتا۔ اِن علماء کی یہ توجیہہ عقل اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔ قرآن کریم سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی نیک انسان کے بچے نے بڑے ہوکر بُرے فعل کرنے ہوں تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ نیک والدین کی خاطر ایسے بچے کو خُردسالی میں ہی وفات دے دیتا ہے لیکن قرآن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی نیک اولاد کو بچپن میں اس لیے وفات دیدے کہ وہ بڑے ہوکر کہیں روحانی نعماء کے وارث نہ بن جائیں۔ ایسی سوچ اِنسانی عقل اور اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کے خلاف ہے۔ صدحیف ایسے لوگوں پر کہ یہ تعصب اور مخالفت میں سورۃ فاتحہ کی اس دعا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ o صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ ---- کو بھی بھول جاتے ہیں۔

حدیث نبویؐ لَوْعَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا کی صحت پر ائمہ حدیث کا مکمل اتفاق ہے۔ حضرت امام ملاعلی قاریؒ (۱۰۱۴ھ) فقہ حنفیہ کے ایک مشہور امام ہیں اور آپ کا استنباط عہد حاضر کے تقویٰ شعار علماء اور عوام کیلئے مشعل راہ ہے۔ آپ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

''فَلَا یُنَاقِضُ قَوْلَہ تَعَالٰی خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اِذَا لْمَعْنٰی اَنَّہ لَا یَأْتِیْ نَبِیٌّ بَعْدَہ یَنْسَخُ مِلَّتَہ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِہٖ۔''(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸/۵۹) ترجمہ۔ یعنی آنحضرتﷺ کا یہ قول (ابراہیم زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے) آیت خاتم النبیین کے مناقض نہیں کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کی ملت کی تنسیخ کرنیوالا ہو اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

آنحضرتﷺ کی ایک مشہور حدیث اس طرح ہے:۔ ''اَبُوْ بَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ۔ (کنوز الحقائق)۔ کہ حضرت ابوبکرؓ اُمت میں سب سے افضل ہیں سوائے اِسکے کہ اُمت میں کوئی نبی پیدا ہوجائے''۔ آنحضرتﷺ کا یہ فرمان بھی ہماری راہنمائی فرمارہا ہے کہ اُمت محمدیہ میں اُمتی نبوت کا دروازہ کھلا ہے اور اگر آیت خاتم النبیین کی وجہ سے اُمتی نبوت کا دروازہ بند ہوتا تو حضورﷺ حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت کا ذکر فرماتے ہوئے اِسے کسی نبی سے مشروط نہ فرماتے۔

## حاصل مطالعہ

اُمت محمدیہ میں نبوت سے متعلق اب تک کی بحث سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد تشریعی نبوت کا خاتمہ ہے لیکن ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو آپﷺ کی پیروی سے ملتی ہے۔ وہ اُمتی یا بروزی نبوت جو آپﷺ کے چراغ سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی آپﷺ کا ظل ہے اور آپﷺ کے ذریعہ سے ہے۔ آگے بڑھنے سے پہلے چند باتوں کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

## اَولیاء اور اَنبیاء کے ذاتی شعور و علم میں تغیر

''علم'' کا لفظ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے، یعنی فاعلی مفہوم (Subjective meaning) اور غائی مفہوم (Objective meaning)۔ فاعلی علم (Subjective knowledge) سے مراد کسی کا ذاتی فہم یا علم ہے۔ یہ ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتا رہتا ہے۔ ''غائی علم'' (Objective Knowledge) سے مراد کسی کے ذاتی فہم کی غایت ہے یعنی وہ جسے کسی نے جاننا ہے۔ غائی علم ہمیشہ ایک ہی یعنی (one and the same) رہتا ہے۔ فاعلی علم یا انسانی فہم کے تین مراتب ہیں (۱) علم الیقین (۲) عین الیقین (۳) حق الیقین۔ ہر مرتبہ پر ہمارا علم بدلتا اور بالکل مختلف ہو جاتا ہے جب کہ ''غائی علم'' ہمیشہ غیر تغیر پذیر رہتا ہے۔ اگر علم کے متعلق کسی کو مزید معلومات درکار ہوں تو وہ میرے اِلٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' کا دوسرا باب ''نیکی علم ہے'' کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ انسانی علم وقت کیساتھ ساتھ بڑھتا رہتا ہے اور یہ علمی ترقی نظریات یا تصورات کی شکل میں ہوتی ہے۔ مذہبی زبان میں نظریے یا تصور کو ہم عقیدہ کہتے ہیں۔ یہ بات بھی ہمیں نہیں بھولنی چاہیے کہ نبی بھی انسان ہوتے ہیں اور کوئی نبی پیدائشی عالم نہیں ہوتا۔ نبی کی پیدائش کے بعد وقت کیساتھ ساتھ اُس کا علم بھی بڑھتا ہے۔ عام انسانوں کے برخلاف اللہ تعالیٰ اَنبیاء کو علم بذریعہ وحی عنایت فرماتا ہے۔ وہ اُنہیں حصولِ علم کیلئے دعائیں سکھاتا ہے۔ مثلاً ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حصولِ علم کیلئے یہ دُعا سکھائی ''وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (سورۃ طٰہٰ۔۱۱۵) اور کہتا رہ کہ اے میرے ربّ! میرے علم کو بڑھا۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیروی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ کو بھی حصولِ علم کے لیے چند دُعائیں سکھائیں تھیں جن کا میں اپنے مضامین میں ذکر کر چُکا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی ولی یا نبی کا علم بدلتا ہے تو علم کے بدلنے سے اُس ولی یا نبی کا عقیدہ بھی بدل جاتا ہے اور ایسی تبدیلی عقیدہ شانِ ولایت یا شانِ نبوت پر کوئی جائے حرف نہیں ہوتی اور بانئ جماعت احمدیہ کی حضرت مسیح ابن مریم کی حیات و وفات کے سلسلہ میں عقیدہ کے متعلق ایسی ہی تبدیلی کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔

## نئ اِصطلاحات کی حقیقت

دوسری بات جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب نئے نئے علمی حقائق دریافت ہوتے ہیں تو اِن نئے علمی حقائق کو نئے نام بھی دینے پڑتے ہیں اور اس طرح علمی ترقی کیساتھ ساتھ نئ نئ اصطلاحات بھی وجود میں آ جاتی ہیں۔ پچھلی چند صدیوں میں سائنس کے میدان میں ایسی بیشمار نئ اصطلاحات وجود میں آئی ہیں۔ مثلاً کشش ثقل (Gravitation)، الیکٹران (Electron)، پروٹان (Proton)، نیوٹران (Neutron) وغیرہ۔ اب اگر کوئی شخص اِن اصطلاحات پر اعتراض کرے کہ پہلے زمانوں میں اِن کا کوئی ذکر نہیں تھا اب کیوں ہے۔؟ تو یہ اُسکی سادگی اور لاعلمی ہے۔ ایسے انسانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پہلے زمانوں میں متذکرہ بالا اصطلاحوں کے موجود نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان اصطلاحوں سے متعلقہ علمی حقائق ہنوز پوشیدہ تھے۔ اب جب یہ علمی حقائق منظر عام پر آ گئے تو اِن سے متعلقہ علمی اصطلاحات بھی معرض وجود میں آ گئیں ہیں۔ بعینہٖ جب مذہب کمال کی طرف بڑھتا ہے تو اِس میں بھی نئ اصطلاحات وجود میں آ جاتی ہیں اور یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔

## نبی اور غیر نبی پر ایمان لانے کا تنازعہ

ایک اور بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ نبی پر ایمان لانا تو ضروری ہے جبکہ غیر نبی پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ یہ دراصل انسانی نفس کا پیدا کردہ ایک جواز ہے جس میں ذرّہ بھر بھی صداقت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مُرسَل خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی جب اصلاحِ خلق کیلئے بھیجا جاتا ہے تو اُسے قبول کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر کوئی مُرسَل موعود ہو تو پھر تو اُس کے متعلق نبی یا غیر نبی ہونے کی بحث ہی ختم ہو جاتی ہے اور اُس کا ماننا لازمی ہوتا ہے۔ موعود وہ ہوتا ہے جس کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بطور آزمائش وعدہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو حاکموں کا حاکم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اُس کے آگے بیچارے دنیوی بادشاہ بھی نوکر ہیں۔ لیکن اپنی بات سمجھانے کیلئے میں بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی ملک کا بادشاہ اپنے کسی فقیر کی معرفت اپنا کوئی حکم کسی شہر یا علاقے کی طرف بھیجے تو کیا اُس شہر یا علاقے کی رَعایا اُس فقیر کا یہ کہہ کر انکار کر سکتی ہے کہ چونکہ تو وزیر کی بجائے فقیر ہے لہٰذا نہ ہم تجھے بادشاہ کا قاصد سمجھتے ہیں اور نہ ہی تیری بات مانتے ہیں۔؟ دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ اصل اہمیت تو مُرسِل (بھیجنے والا) اور اُس کے پیغام کی ہوتی ہے نہ کہ پیغام رساں کی۔ پیغام بر بے شک فقیر ہو یا وزیر اِس کا بادشاہ اور اُسکے پیغام پر ذرّہ بھی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی دنیوی بادشاہ کی کیا حیثیت ہے۔؟ اگر کسی دنیوی بادشاہ کے بھیجے ہوئے قاصد کا انکار ممکن نہیں ہے تو پھر بشرطِ ایمان اور تقویٰ کوئی اِلٰہی مُرسَل کے اِنکار کی جرأت کیسے کر سکتا ہے؟ جہاں تک آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد کے مطابق آنے والے مجددین کا تعلق ہے تو اُنہیں ماننا بھی اِتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کسی نبی یا رسول کا۔ اِس ضمن میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف

ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اِن کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

## جماعت احمدیہ میں موعود مصلح اور سخت اِبتلاء دونوں لازم وملزوم ہیں

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنی اُمت کو اِلہامی خلفاء کے دائمی سلسلہ سے آگاہ فرمایا تھا کہ ''ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ تجدید دین کیلئے کسی شخص کو مبعوث فرماتا رہے گا۔ مجددین کے اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے دو وجودوں کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے یعنی ایک مہدی معہود اور دوسرے مسیح موعود کا۔ غیر موعود یعنی عمومی مجددین میں سے کسی کے ظہور کے وقت اُمت محمدیہ پر کوئی اتنا بڑا اِبتلاء نہیں آیا تھا لیکن ایک صدی قبل جب ایک موعود مجدد بطور مہدی اور مسیح ظاہر ہوا تو مدعی سمیت اُمت پر ایک کڑا امتحان آ گیا۔ مومنوں کے ایک قلیل گروہ کے سوا باقی تمام اُمت نے مدعی مہدویت ومسیحیت کا یکسر انکار کر دیا۔ اُس کا دائرہ اسلام سے اخراج کیا گیا، مقاطعہ کیا گیا اور اُس پر کفر کے فتاوی لگائے گئے وغیرہ۔ اُمت محمدیہ کی یہ آزمائش آج تک جاری ہے۔ مزید برآں یہ کہ منکرین پر تو یہ اِبتلاء آیا ہی تھا، ماننے والے بھی امتحان سے نہ بچ سکے یعنی احمدیوں میں سے بھی بعض حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت (اُمتی۔ظِلی) کے قائل ہیں اور بعض دیگر اُنہیں صرف مجدد، مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ یہ ایک آزمائش در آزمائش کی صورت ہے۔ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے مزید آگے پیشگوئی مصلح موعود کے سخت اِبتلاء میں ڈال دیا ہے۔ بہر حال یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ موعود وجودوں کیساتھ سخت اِبتلاء وابستہ ہوتے ہیں اور ایسے روحانی اِبتلاؤں میں متقی اور مطہر لوگ تو بخوبی کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن جن میں تقویٰ اور طہارت کی کمی کیساتھ ساتھ تعصب بھی بھرا ہوا ہو تو وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

## اُمت محمدیہ اور نبوت کا انعام

آیئے اب اُمت محمدیہ میں مسئلہ نبوت کی روشنی میں حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات اور دعاوی کا جائزہ لیتے ہیں۔ آپؑ اپنی تحریرات کی روشنی میں کیا مدعی نبوت تھے یا کہ نہیں۔؟ اگر آپؑ مدعی نبوت تھے تو آپؑ کی نبوت کیسی تھی۔؟ اِس وقت میرے مخاطب دو قسم کے لوگ ہیں (ا) غیر احمدی حضرات جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے ہوئے آپکے دعاوی کا انکار کر دیا تھا۔ (اا) احمدی حضرات جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو سچا جانتے ہوئے آپؑ کے دعاوی کو قبول کر لیا تھا۔

**غیر احمدی حضرات۔** غیر احمدی حضرات حضرت مرزا غلام احمدؑ کو نعوذ باللہ اس لیے جھوٹا جانتے ہیں کیونکہ وہ اپنی لاعلمی میں سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر چونکہ کامل شریعت نازل ہو کر دین مکمل ہو چُکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین یعنی ''نبیوں کو ختم کرنیوالا'' بنا کر آپکے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اور مرزا غلام احمد چونکہ مدعی نبوت تھے لہٰذا ہم اُنہیں (نعوذ باللہ) جھوٹا سمجھتے ہیں۔ خاکسار ایسے تمام حضرات کی خدمت میں جو آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کو ختم خیال کرتے ہیں نہایت ادب کیساتھ گذارش کرتا ہے کہ آپکے ختم نبوت کے عقیدے کو قرآن کریم جھٹلاتا ہے۔ وہ قرآن کریم جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیتا ہے وہی قرآن کریم آنحضرت کے بعد آپکی پیروی میں اُمتی یا ظلی اور غلام نبوت کا وعدہ بھی دیتا ہے۔ نہ صرف قرآن کریم بلکہ احادیث صحیحہ اور علمائے ربانی اور بزرگان دین بھی اُمت محمدیہ میں اُمتی نبوت کے انعام کو جاری قرار دیتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے محبت کرنیوالا اور قرآن کریم پر ایمان لانیوالا کوئی بھی شخص قرآن کریم سے ختم نبوت (یعنی ہر قسم کی نبوت کے انقطاع) کا عقیدہ ثابت نہیں کر سکتا بلکہ قرآن تو ایک قسم کی ظِلی اور اُمتی نبوت کی بشارت دیتا ہے۔ بعض معترض یہ بھی کہتے ہیں کہ ظِلی اور اُمتی نبی پہلے زمانوں میں تو گزرے نہیں۔ جواباً عرض ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے زمانوں میں نہ تو قرآن کریم ایسی کامل کتاب اور کامل شریعت کسی نبی پر نازل ہوئی تھی اور نہ ہی پہلے زمانوں میں ہمارے سید ومولا آنحضور ﷺ ایسا کوئی ''خاتم النبیین'' گزرا ہے۔ اِسکے متعلق مفصل بحث چونکہ پہلے ہو چکی ہے لہٰذا اِسکے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اُمت محمدیہ میں کوئی شخص خواہ وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہوں یا کوئی اور ہوا گر وہ نبوت کا مدعی ہو تو اُسکے دعویٰ کی صداقت پر تو سوال ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ چونکہ اُمت محمدیہ میں نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے لہٰذا مدعی نبوت جھوٹا ہے قطعی طور پر غلط ہے۔؟

**احمدی حضرات۔** حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے ماننے والے (احمدی) آپکے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے مزید آگے دو گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ قادیان حضرت مرزا صاحبؑ کو اُمتی، ظِلی اور غلام نبی سمجھتی ہے اور جماعت احمدیہ لاہور آپؑ کو صرف مجدد یا محدّث اور مہدی ومسیح موعود مانتی ہے اور آپ کی اُمتی، ظِلی اور بروزی یا غلام نبوت کی اِنکاری ہے۔ دونوں گرویوں میں ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک مسلسل یہ نزاع زیر بحث چلی آ رہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق حقیقت کیا ہے۔؟ کیا آپؑ نبی تھے یا محض مجدد، محدث، مسیح اور مہدی۔؟ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے علماء اور ارباب واختیار حضرت مرزا صاحبؑ کی نبوت سے انکار کیلئے حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریروں میں سے ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کے درج ذیل حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

## ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے

(۱)''اور اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس اشہاد گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے نبیﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پُرانا نہ نیا۔''(انجام آتھم صفحہ ۲۷ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷)۔(رسالہ'' آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۰)

(۲)''میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اِس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۵۵/۲۳ ۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)۔(ایضاً صفحہ ۱۰)

(۳)''سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیﷺ پر ختم ہوگئی۔''(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲/۲۳۰ ۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء)۔(ایضاً صفحہ ۱۰)

(۴)''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''(آسمانی فیصلہ مطبوعہ ۱۸۹۲ء۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۳)۔(ایضاً صفحہ ۱۰)

(۵)''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔''(ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۱)۔(ایضاً صفحہ ۱۰)

(۶)''نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔''(رسالہ'' آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۰ بحوالہ مجموعہ اشتہارات)

(۷)''ہمارے مخالف جب اس بحث میں عاجز آجاتے ہیں تو اِفتراء کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔''(کتاب البریہ صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ ۱۸۹۸ء۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تحریرات کے یہ وہ حوالے ہیں جو'احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' نے اپنے رسالہ'' آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' میں حضرت مرزا صاحبؑ کو غیر نبی ثابت کرنے کیلئے پیش کیے ہیں۔ میں اِن حوالوں میں حضرت مرزا صاحبؑ کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات میں سے تین اور حوالے بھی شامل کر دیتا ہوں تا کہ تنقیح طلب اَمر کی وضاحت میں کوئی اِبہام نہ رہے۔

(I)''وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنیوالا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبیﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔''(ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۳۱)

(II)''مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اِن لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ اِن الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اِسکے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں ـــــــــــــ اور اُس کو(یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔''(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۱۳ تا ۳/۳۱۴ ۔ فروری ۱۸۹۲ء)

(III)''واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرتﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔''(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۹۷/۲۰ ۔ شعبان ۱۳۱۴ھ بمطابق ۱۸۹۷ء)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کو غیر نبی ثابت کرنے کیلئے اپنے رسالہ'' آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' میں حضرت مرزا صاحبؑ کی ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں سے جو حوالہ جات پیش کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

## ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالے

(۸)''جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔''(ایک غلطی کا ازالہ(۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۶)۔(رسالہ'' آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۱)

(۹)''اب اِس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ(۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۶)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۰) ''میں کسی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا۔'' (الحکم ۲۴۔جنوری ۱۹۰۴ء)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۱) ''ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اِس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر اِفتراء ہے۔'' (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۲) ''اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔'' (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)۔(ایضاً صفحہ ۱۱)

(۱۳) ''میں نے قرآن شریف سے ایک زبردست طاقت پائی ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور یہ کہ تبع اس کا مقام ولایت تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔ چنانچہ میں اس اَمر میں صاحب مشاہدہ ہوں۔'' (حوالہ نہیں دیا گیا۔ رسالہ ''آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۱)

(۱۴) ''میری کتابوں میں یہودیوں کی طرح معنی محرف ومبدل کرکے اور بہت کچھ اپنی طرف سے ملا کر میرے پر صدہا اعتراض کیے گئے ہیں کہ گویا میں ایک مستقل نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور قرآن کو چھوڑتا ہوں اور گویا میں خدا کے نبیوں کو گالیاں نکالتا ہوں اور توہین کرتا ہوں۔ اور گویا میں معجزات کا منکر ہوں سو میری یہ تمام شکایات خدا تعالیٰ کی جناب میں ہیں۔'' (حوالہ نہیں دیا گیا۔ ایضاً صفحہ ۱۲)

(۱۵) ''یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جسکے معنی یہ ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ کی اِقتداء اور متابعت سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب سے ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر تہمت ہے۔'' (خط بنام اخبار عام۔ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء۔ ایضاً صفحہ ۱۲)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کو غیر نبی اور غیر رسول ثابت کرنے کیلئے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں سے یہ جو متذکرہ بالا پندرہ (۱۵) حوالے دیئے ہیں اِن سے متعلق میں ایک دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ (اولاً)۔ یہ کہ متلاشی حق کو چاہیے کہ وہ کسی بھی حوالے کو اُسکے سیاق وسباق کی روشنی میں دیکھ کر اُسکے متعلق فیصلہ کرے کہ حوالہ سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ (ثانیاً)۔ یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ حضرت مرزا صاحبؑ اپنی تحریروں میں کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں اور کس قسم کی نبوت کا وہ اِنکار کر رہے ہیں۔

براہین احمدیہ میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ نے اپنے جو الہامات تحریر فرمائے ہیں اِن میں اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح رنگ میں آپؑ کو نبی اور رسول کہہ کر پُکارا ہے اور براہین احمدیہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی اور رسول کے نام سے پُکارتا رہا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ شروع میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے علم میں عالم اسلام میں مروج اور معروف نبی اور رسول کی یہ تعریف تھی کہ نبی اور رسول وہ ہوتا ہے جو نہ صرف سابقہ شریعت کو منسوخ قرار دیتا ہے بلکہ بذات خود صاحب شریعت بھی ہوتا ہے۔ وہ کسی سابقہ نبی کا اُمتی بھی نہیں کہلاتا۔ جیسا کہ آپؑ کے درج ذیل خط سے ظاہر ہے:۔

''چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اِس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں۔'' (الحکم جلد ۳ نمبر ۲۹ ۱۸۹۹ء)

چونکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چُنیدہ بندے اپنے دعاوی کے معاملہ میں بہت حساس اور محتاط واقع ہوتے ہیں لہٰذا حضرت مرزا صاحبؑ نبی اور رسول کی اس اسلامی اصطلاح کی روشنی میں اپنی نبوت اور رسالت کی تاویل کرکے ۱۹۰۱ء تک اِسے محدثیت قرار دیتے رہے اور اپنے آپ کو محدث۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر ''اُمتی نبوت کی حقیقت'' کا کامل انکشاف فرما دیا تو پھر آپؑ نے نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل کرنی چھوڑ دی اور اپنے آپ کو باآوازِ بلند اُمتی نبی اور رسول کہنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ آپؑ اپنے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیے۔ تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اِظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اِظہار اَمرِ غیب ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱ء) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۰۹)

خاکسار اب ذیل میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی تحریروں میں سے چند حوالے پیش کرتا ہے۔ اِن اقتباسات میں آپؑ نے اپنے اُمتی، ظلی اور غلام نبی ہونے کا ببانگِ دھل اعلان فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں۔تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر اِنکار کرسکتا ہوں۔''(ایک غلطی کا ازالہ مطبوعہ(۱۹۰۱ء)روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)

(۲)''میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبارِ ظلّیت کاملہ کے۔میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔''(نزول المسیح حاشیہ مطبوعہ(۱۹۰۲ء)روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱)

(۳)''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''(دافع البلاء مطبوعہ(۱۹۰۲ء)روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۱)

(۴)''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے،وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔اور اگر کوئی اَمر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اِس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔''(حقیقۃ الوحی(۱۹۰۷ء)روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۴)

(۵)''اِس اُمت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔''(حقیقۃ الوحی(۱۹۰۷ء)روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰ حاشیہ)

(۶)''اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔اے نادانوں!میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمات ومخاطبت اِلٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔سو مکالمہ ومخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔یعنی آپ لوگ جس اَمر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں۔میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حُکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ولکلّ ان یصطلح ۔اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''(حقیقۃ الوحی(۱۹۰۷ء)روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

احمد یہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بھی اپنے مؤقف کے حق میں اپنے حوالہ نمبر ۱۲ میں یہ حوالہ پیش کیا ہے کہ''اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے''۔لیکن اپنے حوالہ میں اُنہوں نے اگلی عبارت یعنی''اے نادانوں!۔۔۔۔۔اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''چھوڑ دی ہے۔اُن کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔؟علمائے احمد یہ انجمن اشاعت اسلام کو چاہیے تھا کہ متذکرہ بالا حوالہ کی مکمل عبارت درج کرتے تا کہ ایک قاری اور محقق کو زیرِ بحث موضوع پر اپنی پختہ اور صحیح رائے قائم کرنے کا بخوبی موقع مل جاتا۔

(۷)''غرض اِس حصہٗ کثیر وحی الٰہی اور اُمورِ غیبیہ میں اِس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔اور جس قدر مجھ سے پہلے اَولیاء اور اَبدال اور اَقطاب اِس اُمت میں سے گزر چکے ہیں۔اُن کو یہ حصہٗ کثیر اِس نعمت کا نہیں دیا گیا۔پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امورِ غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی۔''(حقیقۃ الوحی(۱۹۰۷ء)روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷)

(۸)''میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''(حقیقۃ الوحی(۱۹۰۷ء)روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳)

(۹)''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کیساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیّت وکیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو۔اور اُس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے''نبی''کہتے ہیں۔یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔پس ہم نبی ہیں۔''(بدر ۵۔مارچ ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲ کالم ۱)

(۱۰)''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''(اخبارِ عام ۲۶۔مئی ۱۹۰۸ء)

اب میں احمد یہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بہن بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا دس(۱۰)حوالوں میں حضرت مرزا صاحبؑ نے بڑے واضح الفاظ میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔حضرت مرزا صاحبؑ کے اپنے اِس کھلے کھلے اعلان نبوت کے بعد ہر اُس احمدی کیلئے جو صمیم قلب سے حضرت مرزا صاحبؑ کو سچا جانتا ہے آپؑ کی نبوت کا انکار ممکن نہیں۔لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت بانئے سلسلہ کی تحریرات میں دونوں قسم کے حوالے ملتے ہیں یعنی نبوت سے انکار کے بھی اور نبوت کے اثبات کے بھی اور یہ بظاہر ایک قسم کا تضاد معلوم ہوتا ہے۔اگر حضرت مرزا صاحبؑ اپنی کسی تحریر میں اپنی نبوت سے متعلقہ اِس ظاہری تضاد کے متعلق کچھ رقم فرما کر نہ گئے ہوتے تو ہم احمدیوں پر فرض تھا کہ ہم حضورؑ

کی اِن تحریروں کو جو بظاہر متناقض دِکھائی دیتی ہیں قرآن کریم کی روشنی میں پرکھتے کیونکہ قرآن سے بڑھ کر اور کوئی حَکَم نہیں۔حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ اِس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''اور قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنیوالا اور وہ مُہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے اُس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتّر بتّر کر دیا۔ وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور اس میں آئندہ اور گذشتہ کی خبریں موجود ہیں۔ اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے نہ آگے سے نہ پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔'' (خطبہ اِلہامیّہ۔روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۰۳)

اگر قرآن کریم میں آنحضرتﷺ کی پیروی میں اُمت محمدیہ کیلئے نبوت کی بشارت موجود ہوتی تو ہم اِس سے یہ نتیجہ نکالتے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جس نبوت کے مدعی ہونے سے اِنکار کیا ہے وہ تشریعی نبوت ہے اور جس نبوت کے وہ مدعی ہیں وہ اُمتی، ظِلی اور غلام نبوت ہے۔ لیکن حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نے تو ہمیں اِس قسم کے مخمصے میں چھوڑا ہی نہیں۔آپؑ اپنے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف اِن معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اُس کا نام پا کر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علمِ غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اِس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ (۱۹۰۱) روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰۔۲۱۱)

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کے اِن الفاظ کے بعد ہر اُس احمدی کیلئے جو آپؑ کو صادق مانتا ہے آپکے اُمتی، ظِلی اور غلام نبی ہونے میں کوئی اِشتباہ نہیں رہتا اور نہ ہی کسی متقی اور مومن کیلئے کوئی اِشتباہ رہنا چاہیے۔ ؎ آہ ! ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

## اُمتِ محمدیہ اور نبوی انعام

حقیقی نبوت سے اگر کوئی شخص تشریعی نبوت مراد لیتا ہے تو اِن معنوں میں حضرت مرزا صاحب حقیقی یا صاحبِ شریعت نبی نہیں تھے۔ لیکن اگر حقیقی نبوت سے مراد محض نبوت کا اِنعام لیا جائے تو اِن معنوں میں بلا شبہ حضرت مرزا صاحبؑ بھی حقیقی نبی تھے مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں آنحضرتﷺ کی پیروی میں اُمت محمدیہ کو نبوت کے انعام کی بشارت بخشی ہے لیکن اِس موعود نبوت کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اِس کیساتھ اُمتی، ظِلی اور بروزی نبوت کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے ہیں۔ اگر چہ حضرت مرزا صاحب اُمت محمدیہ کیلئے بیان فرمودہ موعود نبوت کے دعویدار ہیں لیکن آپؑ نے اپنی کتب میں احتیاطاً اپنی نبوت کیساتھ اُمتی، ظِلی اور بروزی کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں تا کہ اُمت کو آپکے متعلق نبوت تامہ یا مستقل نبی ہونے کا مغالطہ نہ لگ جائے۔ اُمت محمدیہ میں اگر چہ اس موعود نبوت کیلئے صوفیائے عُظام اور اَولیائے کرام نے از راہِ تکلف بروز اور ظِل وغیرہ کی اصطلاحیں استعمال فرمائیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اس نبوت کا وعدہ فرماتے ہوئے ایسی اصطلاحیں استعمال نہیں فرمائیں اور ہمارے لیے حجت صرف کلام اللہ ہونا چاہیے نہ کہ صوفیا اور اَولیاء کی اصطلاحیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ آنحضرتﷺ کی غلامی اور پیروی میں نبوت کا انعام پانیوالا یہ اُمتی نبی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے تمام سابقہ انبیاء سے بھی آگے بڑھ گیا ہے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''خدا تعالیٰ نے مجھے تمام اَنبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدمؑ ہوں۔ میں شیثؑ ہوں۔ میں نوحؑ ہوں۔ میں ابراہیمؑ ہوں۔ میں اسحٰقؑ ہوں۔ میں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں یعقوبؑ ہوں۔ میں یوسفؑ ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ میں عیسیٰؑ ہوں۔ اور آنحضرتﷺ کے نام کا میں مظہرِ اتم ہوں۔ یعنی ظِلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی (۱۹۰۷ء) روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ)

لیکن عُلمائے اُمت پر افسوس ہے کہ وہ اس عظیم اُمتی نبی پر کفر کے فتاوی لگانے میں مصروف رہے۔ غیر احمدی تو الگ رہے آج ہمارے بعض احمدی بھائی بھی اُمت محمدیہ میں ظاہر ہونے والے اِس عظیم الشان اُمتی نبی کو محدث ثابت کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے برادران جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے رسالہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو غیر نبی ثابت کرنے کیلئے ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالوں میں آخری اور پندرھواں حوالہ یہ دیا ہے کہ!

''یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جسکے معنی یہ ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرتﷺ کی اقتداء اور متابعت سے علیحدہ ہو جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب سے ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں

اور یہ سراسر تہمت ہے۔'' (خط بنام اخبار عام۔۲۳ مئی ۱۹۰۸ء۔رسالہ'' آئین پاکستان اور مسلمان فرقہ احمدیہ'' ناشر، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور صفحہ ۱۲)

حضرت مرزا صاحبؑ کے یہ الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ آپؑ کا کسی مستقل نبوت کا دعویٰ نہیں تھا اور پھر ساتھ ہی آپ نے مستقل نبوت کی تشریح بھی فرما دی کہ ''ایسی نبوت جسکے دعویٰ دار کو دین اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا''۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو ایک دوسری نبوت کا دعویٰ تھا جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کی پیروی میں مسلمانوں کو اپنے کلام میں بخشا ہوا ہے۔ اور جب قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو نہ صرف نبوی انعام کا وعدہ بخشا ہوا ہے بلکہ اُسکے حصول کیلئے سورۃ فاتحہ میں دعا بھی سکھلائی ہے۔ تو پھر اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کسی فردِ اُمت کو یہ نعمت بخش دیتا ہے تو اِس پر ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔؟ ہمارے برادران جماعت احمدیہ لاہور مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ ایک سچے انسان تھے اور حضرت مرزا صاحبؑ تحریر فرماتے ہیں کہ!

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کیساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیّت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو۔ اور اُس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے ''نبی'' کہتے ہیں۔ یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔'' (بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء جلدے نمبر ۹ صفحہ ۲ کالم ۱)

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دِن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو مندرجہ ذیل الفاظ لکھے اور آپکے یوم وصال یعنی ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں آپؑ کے یہ الفاظ شائع ہوئے۔ ''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (اخبارِ عام ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء)

ہمارے برادران جماعت احمدیہ لاہور کہتے ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی نہیں مانتے۔ اب سوال یہ ہے کہ پھر وہ مانتے کیا ہیں۔؟ مدعی اپنی وفات سے تین دن پہلے یہ فرما رہے ہیں کہ ''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا'' حضرت مرزا صاحبؑ کے اس دعویٰ نبوت کے انکار کے باوجود اگر کوئی کہتا ہے کہ میں حضرت مرزا صاحبؑ کو مانتا ہوں تو پھر ایسا ایمان کوئی ایمان نہیں ہے۔ ہاں دل کے خوش رکھنے کیلئے شاید یہ خیال اچھا ہو۔ ہمارے احباب جماعت لاہور حضرت مرزا صاحبؑ کو مجدد، محدث، مہدی و مسیح موعود تو مانتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ جو مجدد، محدث، مہدی و مسیح موعود ہیں وہی فرما رہے ہیں کہ ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں'' اور ساتھ قرآن کریم ہمیں ایک قسم کی اُمتی نبوت کی بشارت دے رہا ہو تو پھر کیا وہ مجدد، محدث، مہدی و مسیح موعود نعوذ باللہ جھوٹ بول رہا ہے۔؟ وہ ہرگز جھوٹ نہیں بول رہا۔ آج تک اُمت محمدیہ میں وہ واحد ایسا برگزیدہ انسان گزرا ہے جس نے اس موعود نبوت کو پایا جس کی بشارت سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ میں دی گئی ہے۔ احباب جماعت احمدیہ لاہور سے میری درخواست ہے کہ اگر آپ نے حضرت مرزا صاحب کو ماننا ہے تو آپ اُنہیں وہ مانیے جو آپؑ کا دعویٰ تھا وگرنہ کم از کم اپنے بنائے ہوئے عقائد جن کی قرآن مجید اور حضرت مرزا صاحبؑ کے الہامات میں کوئی سند نہیں ملتی آپ کی طرف منسوب نہ کیجئے۔ جیسا کہ میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ اُمتی نبی اور رسول ہونے کا تھا اور قرآن کریم آپکے اِس دعویٰ کی تائید اور تصدیق فرماتا ہے۔ ہمارے برادران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے بزرگ اصحاب کا حضرت مرزا صاحبؑ پر مکمل ایمان تھا اور احمدیت کی تخم ریزی کیلئے اِنہوں نے بہت سی قربانیاں دی تھیں۔ خاکسار بڑے ادبّ اور معذرت کیساتھ آپ سب سے بھی یہ استدعا کرتا ہے کہ آپ بھی حضرت مرزا صاحبؑ پر مکمل ایمان لائیں نہ کہ جزوی۔ بالفرض اگر حضرت مرزا صاحب کا اُمتی نبوت و رسالت کا دعویٰ کسی شخص پر گراں گزرتا ہو تو پھر اُسے چاہیے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو محدث ثابت کرنے کے جھمیلوں میں پڑنے کی بجائے سیدھی طرح آپؑ کی سچائی سے ہی منکر ہو جائے۔ دو کشتیوں میں قدم رکھنا کسی طرح بھی درست اور جائز نہیں۔

## عقیدہ میں تبدیلی کا اعتراض

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کسی ولی یا نبی کا علم بدلتا ہے تو علم کے بدلنے سے اُس کا عقیدہ بھی بدل جاتا ہے اور ایسی عقیدہ کی تبدیلی شانِ ولایت یا شانِ نبوت پر کوئی جائے حرف نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا ۱۹۰۱ء سے پہلے نبوت سے متعلق عقیدہ کچھ اور تھا جبکہ ۱۹۰۱ء کے بعد اُنہوں نے نبوت سے متعلق اپنا عقیدہ بدل لیا۔ جیسے میں بیان کر چکا ہوں کہ علم کے بدلنے سے عقیدہ بھی بدل جایا کرتا ہے اور یہ کوئی گناہ کی بات نہیں۔ مثلاً ۱۸۸۴ء تک حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کا حیات مسیح ابن مریم کے متعلق وہی عقیدہ تھا جو کہ عامۃ المسلمین کا تھا اور اِسکی براہین احمدیہ سے تصدیق ہوتی ہے۔ ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا انکشاف فرما دیا۔ آپؑ نے اِس الٰہی انکشاف کی روشنی میں دوبارہ فرقانِ مجید کا مطالعہ فرمایا تو قرآن مجید نے بھی اِس الٰہی انکشاف کی تصدیق فرما دی۔ اب شخصیت تو ایک ہی تھی لیکن الٰہی انکشاف کی روشنی میں وقت کیساتھ حیات مسیح ابن مریم کے متعلق اُس کا عقیدہ یا نظریہ بدل گیا اور یہ عقیدہ یا نظریہ کی تبدیلی آپکے کسی مُرید کیلئے جائے اعتراض نہ بنی۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ نے نبوت کے متعلق جس قسم کے عقیدے کا اظہار فرمایا تھا وہ اُس الٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو ۱۹۰۱ء سے پہلے تک آپؑ کو حاصل

تھا۔اسی طرح ۱۹۰۱ء کے بعد سے وفات تک آپؑ نے نبوت کے متعلق جس عقیدے کا اظہار فرمایا ہے وہ اُس الٰہی علم کی روشنی میں فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ نے ۱۹۰۱ء کے بعد آپؑ کو عطا فرمایا تھا۔اور یہ کوئی جائے اعتراض نہیں کیونکہ ''ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد''۔

## قبر پر مجدد صَد چہار دہم نام کے کتبہ کی دلیل

حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کو محض مجدد ثابت کرنے کیلئے احباب جماعت احمدیہ لاہور ایک یہ دلیل دیتے ہیں کہ وفات کے بعد حضرت مرزا صاحبؑ کی قبر پر جو کتبہ لگایا گیا تھا اِس پر آپؑ کے نام کیساتھ ''مجدد صَد چہار دہم'' کے الفاظ لکھے گئے تھے۔اُن کا خیال ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب نبی ہوتے تو آپکی وفات کے بعد آپؑ کی قبر پر آپکے نام کیساتھ ''نبی'' کے الفاظ لکھنے چاہیے تھے۔؟

خاکسار جواباً عرض کرتا ہے کہ کسی انسان کی وفات کے بعد اُس کی قبر پر کتبہ زندہ لوگ لگاتے ہیں۔مرحوم تو اِس وقت مرحوم ہوتا ہے۔وہ اپنی قبر کے کتبہ کے درست یا غلط ہونے کے متعلق کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا۔لیکن اگر کوئی مرحوم اپنی زندگی میں اپنی تحریرات میں اپنے کسی ٹائٹل کا واضح ذکر کرنے کے علاوہ اپنے کسی اِشتہار کے آخر پر اپنے نام کیساتھ یہ لکھ کر گئے ہوں کہ مشتہر اللہ تعالیٰ کا نبی ہے تو پھر بعد از مرگ اُسکی قبر پر لکھے گئے ''مجدد صَد چہار دہم'' کتبہ کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے اور ہم ایسے کتبہ کو حجت کیسے قرار دے سکتے ہیں۔؟:۔

''۱۹۰۲ء میں ایک صاحب پادری پگٹ نام نے اپنے گرجا میں وعظ کرتے ہوئے اچانک کہا کہ میں ہی آنیوالا مسیح ہوں۔کئی ایک نمازی جو گرجا میں موجود تھے۔روتے ہوئے آگے بڑھے اور اُسکے آگے سجدہ کیا۔جب اُسکے متعلق اخباروں میں خبر آئی۔تو میں نے اُسے ایک خط لکھا۔اور مزید حالات دریافت کیے۔جب اُس کا خط اور اشتہارات میرے پاس پہنچے تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیے۔اور حضورؑ نے فوراً ایک مختصر سا اِشتہار لکھا۔اور مولوی محمد علی صاحب کو بھیجا کہ اس کو ترجمہ کر کے ولایت بھیج دو۔اِتفاقاً میں اُس وقت مولوی محمد علی صاحب کے پاس اُنکے دفتر میں موجود تھا۔جو مسجد مبارک کیساتھ کا چھوٹا کمرہ جانب مشرق ہے۔اور ہم دونوں نے اُس اشتہار کو پڑھ کر دو باتوں کو خصوصیت کیساتھ نوٹ کیا۔ایک تو یہ کہ حضرت صاحبؑ عموماً لمبے اشتہار لکھا کرتے تھے۔مگر یہ اشتہار صرف چند سطروں کا تھا۔جو ایک چھوٹے سے صفحہ پر آ گیا۔دوم یہ کہ اِسکے آخر میں حضورؑ نے اپنا نام اِس طرح لکھا تھا:۔النّبی مرزا غلام احمدؑ۔وہ اشتہار انگلستان کے اخباروں میں کثرت سے شائع ہوا۔مگر پگٹ صاحب نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔بلکہ بالکل خاموش ہو گئے۔اور پھر کبھی اپنے دعویٰ کا ذکر نہ کیا۔اور خاموشی سے اپنی بقیّہ زندگی بسر کی۔''(ذکر حبیب صفحات ۱۰۶ تا ۱۰۷۔از مفتی محمد صادق)

## ہست اُو خیر الرسل خیر الانام ۔ ہر نبوّت را بروشد اِختتام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی حضرت مرزا صاحبؑ کے غیر نبی ہونے کے ثبوت میں آپؑ کا متذکرہ بالا شعر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے اِس شعر میں فرمایا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ خیر الرسل اور خیر الانام ہیں اور آپ ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی ہے''۔لہٰذا حضرت مرزا صاحب نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔؟ خاکسار احباب جماعت احمدیہ لاہور سے درخواست کرتا ہے کہ بلا شبہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس شعر میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد ہر قسم کی نبوت کے اختتام کا ذکر فرمایا ہے۔اب غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اِس شعر میں ''ہر نبوت'' سے کیا مراد تھی۔؟ یاد رہے کہ جیسا میں پہلے حضرت مرزا صاحبؑ کے اِرشادات کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ آپؑ اُمتی نبوت کے دعویدار تھے اور آپکے اِس دعویٰ کی سورۃ فاتحہ(آیات:۶۔۷) سورۃ نساء(آیت:۷۰) اور سورۃ اعراف (آیت:۳۶) تصدیق کرتی ہیں۔اِس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب کے اِس شعر میں ''ہر نبوت را بروشد اِختتام'' سے اُمتی نبوت کا خاتمہ مراد نہیں بلکہ اِس سے آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے کے ہر نبی کی نبوت (آزاد نبوت جو کسی نبی کی پیروی سے نہیں ملی تھی) مراد ہے۔ہم جانتے ہیں کہ عالم اسلام میں ایک صدی قبل تک اِس غلط عقیدہ نے رواج پکڑا ہوا تھا اور آج بھی یہ عقیدہ موجود ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ بجسم عنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی آخری زمانے میں غلبہ اِسلام کیلئے آسمان سے نزول فرمائیں گے۔حضرت مرزا صاحب نے اِس غلط عقیدے کا بُطلان کیا اور اُمت کو بتایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ تو فوت ہو چکے ہیں۔کوئی زندہ آسمان پر نہیں گیا اور نہ ہی کسی نے زندہ آسمان سے نازل ہونا ہے۔آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد جس طرح حضرت مسیح ناصریؑ کی نبوت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے بالکل اِسی طرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد دیگر تمام سابقہ انبیاءؑ کی نبوتوں کے زمانے بھی ختم ہو چکے ہیں اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اِس مقدس شعر میں ''ہر نبوت را بروشد اختتام'' سے یہی مراد ہے نہ کہ بعثت محمدی ﷺ کے بعد نبوت کا مطلق خاتمہ۔

## حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کا ایک حکیمانہ اور ناصحانہ اِرشاد

حضرت مولانا نورالدین ؓحضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بزرگ ترین صحابی اور اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت میں عدیم المثال تھے۔ آپؓ نے حضورؑ کی سب سے پہلے بیعت کی تھی اور حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ بھی آپ کو اپنے خاص الخاص احباب میں شمار کرتے تھے۔ حضرت مولانا صاحب کا سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا حضورؑ کی دُعا کا نتیجہ تھا جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔''میں رات دِن خدا تعالیٰ کے حضور چلّا تا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے ربّ میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ میں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اُٹھا اور فضائے آسمانی میری دُعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ربّ العالمین کی رحمت نے جوش مارا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا۔۔۔ اِس کا نام اِسکی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے۔۔۔ جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے ربّ کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اِس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔''( آئینہ کمالات اسلام (۱۸۹۳ء) ترجمہ از عربی عبارات۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۳ )

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تمام جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر آپؓ کو خلیفۃ المسیح اوّل منتخب کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات تک جماعت کے کسی بھی فرد کو خواہ وہ بعد از اں قادیان گروپ میں شامل ہوا یا لاہور گروپ میں آپکے علم اور تقویٰ پر کبھی اعتراض پیدا نہ ہوا۔ اُمت محمدیہ میں مسئلہ نبوت کے متعلق آپکا ایک اصولی موقف درج ذیل ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

''جب فتح اسلام توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اِس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے۔؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اسکی بات کو قبول کریں گے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا واہ مولوی صاحب آپ قابو نہ ہی آئے۔ یہ قصہ سُنا کر حضرت مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپکو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہونگے۔''(سیرت المہدی جلد اول صفحات ۸۱ تا ۸۲۔ روایت نمبر ۱۰۶)

یاد رہے کہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص بیک وقت صادق بھی ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بھی بول رہا ہو۔ جب ایک شخص کا صادق ہونا بذریعہ قطعی دلائل یقینی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر اُسکے دعویٰ میں مین میکھ نکالنا دراصل اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنیوالی بات ہے۔

## کُن فَیَکُون کی تجلّی

میں نے قرآن کریم میں آٹھ (۸) مختلف مقامات پر اِس مضمون کو مختلف پیرایوں میں پڑھا ہے کہ "اِنَّمَآ اَمۡرُہٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ۔"(یٰسین:۸۳) اِس کا معاملہ تو یوں ہے کہ جب کبھی وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ فلاں چیز ہو جائے وہ اِس کے بارہ میں کہہ دیتا ہے کہ اِس طرح ہو جائے اور وہ اِسی طرح ہو جاتی ہے۔

ہم سب کا کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے''کُــــــن'' کے نتیجہ میں کائنات کی ہر شئے اپنے اپنے مُفوّضہ کام پر لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی اَنبیاء و رُسل اِس دنیا میں تشریف لائے وہ سب اللہ تعالیٰ کے کُن کا نتیجہ تھے۔ اِلٰہی کُن کے بعد وہ سب ہدایت اور اصلاح کے کاموں پر مامور ہو گئے تھے۔ اگرچہ اِن سب اِنبیاء و رُسل کو اپنے وقت کے جابروں اور ظالموں کے آگے کھڑا کیا گیا تھا لیکن اِسکے باوجود اِن میں سے کوئی ایک رسول بھی اللہ تعالیٰ کے کُن کے آگے مزاحم نہ ہو سکا۔ خواہ یہ حضرت موسیٰ تھے یا حضرت عیسیٰ خواہ یہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تھے یا حضرت مرزا غلام احمد علیہم السلام۔ یہ سب''کُن'' کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کردہ مشن پر روانہ ہو گئے۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز پر بھی کُن فرما کر اُسے بطور غلام مسیح الزماں ایک اِصلاحی مشن پر مامور فرما دیا۔ متذکرہ بالا برگزیدہ اِنسانوں نے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی قوموں کو اپنی سچائی کے حق میں مختلف نوع کے عقلی اور نقلی دلائل دیئے لیکن اِن رسولوں میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کیا گیا۔ کسی کو جادوگر، کسی کو مجنون اور کسی کو یہ کہہ دیا گیا کہ اِس نے نعوذ باللہ مالیخولیا کی وجہ سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ الغرض جتنے منہ اُتنی باتیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ بطور آزمائش اپنے بزرگ رسولوں کی حقیقت اُنکی قوموں سے چھپائے رکھتا ہے۔ لوگ بظاہر نبی یا رسول کو سن رہے اور دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُسکی سچائی ظاہری آنکھوں سے اُوجھل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَى الۡهُدٰى لَا يَسۡمَعُوۡا ؕ وَتَرٰٮهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ وَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ۔''(اعراف۔۱۹۹) اور اگر تم اِن کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ سن نہیں سکتے اور تو اِن کو دیکھتا ہے کہ گویا وہ تجھے دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ (تجھے) نہیں دیکھ رہے۔

اور ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُسکے مقرر کردہ معیاروں کے مطابق اُسکے رسول کو پرکھا جائے۔لیکن لوگ اپنے خودساختہ معیاروں اور تصورات کے مطابق رسولوں کو پرکھتے ہیں اور جب وہ پیغامبر اِن کے خودساختہ معیاروں پر پورے نہیں اُترتے تو وہ اُن کا اِنکار کردیتے ہیں۔اِیسی حالت میں متقیوں اور مطاہروں کو تو صادق کے پہچاننے میں کوئی زیادہ دقت محسوس نہیں ہوتی لیکن جولوگ عصبیّت کا لباس پہن کر کبر اور اَنا کے گھوڑے پر سوار ہوں اُنہیں کبھی کوئی رسول سچا نظر نہیں آیا کرتا۔ہر رسول کے زمانے میں اُس کی قوم کا یہی خیال تھا کہ پہلے رسولوں کا اِنکار کرکے تو اُنکی قوموں نے واقعی غلطی کی تھی لیکن یہ مدعی (جولوگوں کے سامنے ایک معمولی انسان کے رنگ میں موجود ہوتا ہے) پکا جھوٹا ہے۔یہ کیسے اللہ تعالیٰ کا رسول یا مصلح موعود ہوسکتا ہے۔؟رسولوں کے متعلق لوگوں کے اِس بے باکانہ رویہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو فرمانا پڑا!

"یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَایَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡابِہٖ یَسۡتَھۡزِءُوۡنَ۔"(یٰسین:۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُن کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اِس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

یہ سب بزرگ رسول اپنے اپنے وقتوں میں اِس واقعہ پر کڑھتے اور غم کرتے رہے کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں لیکن ہماری قوموں کو ہماری بات کی سمجھ کیوں نہیں آتی۔؟ سب سے بڑا اور بزرگ رسول اور فخر الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰﷺ تھے۔آپکی قوم نے بچپن سے ہی آپﷺ کو صادق اور آمین کا لقب دیا ہوا تھا۔آپﷺ بھی اپنی قوم کے اِنکار اور نامناسب رویہ پرغم زدہ رہتے تھے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیبﷺ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:۔

"فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِھِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِھٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا۔" (کہف:۷) پس اگر وہ اِس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو اِن کے غم میں شدت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

"وَ اصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡھِمۡ وَلَاتَکُ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ۔"(نحل:۱۲۸) اور (اے رسول) تو صبر سے کام لے اور تیرا صبر کرنا اللہ سے ہی ہے اور تو اِن پرغم نہ کھا۔اور جو تدبیریں وہ کرتے ہیں اِنکی وجہ سے تکلیف محسوس نہ کر۔

"لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡامُؤۡ مِنِیۡنَ۔"(شعراء:۳) شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔

## جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں میں عقائد کی غلطیاں

پیشگوئی مصلح موعود اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں غلطیاں پیدا ہونی تھیں اور کچھ غلط عقائد نے جنم لینا تھا۔آج جب ہم جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں کے عقائد کا تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ جائزہ لیتے ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی رحلت کے وقت جماعت احمدیہ میں بعض ایسے احباب موجود تھے جنھوں نے بعدازاں نفسانی خواہشات کی پیروی کرنی تھی ۱۹۱۴ء کے بعد اِن احباب نے اپنے اپنے گروپ بنالیے۔دونوں گروپوں کے رِنگ لیڈر (Ringleader) مرزا بشیر الدین محمود احمد اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔یہ دونوں گروپ افراط اور تفریط کا شکار ہوگئے۔دونوں گروپوں نے حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد میں کمی بیشی کرکے نعوذ باللہ آپؑ کے عقائد کو ٹھیک کرنا شروع کردیا۔اِن دونوں گروپوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی زندگی میں ہی ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہوکر اپنے اپنے ایجنڈے پر کام شروع کردیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ اِنہیں اپنی زندگی میں سمجھاتے بجھاتے رہے اور یہ لوگ وقتی طور پر دَب بھی جاتے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح کی نصائح کے باوجود یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات سے نجات نہ حاصل کرسکے۔جماعتی اِفتراق کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی وفات کے وقت ہوا جب ایک شخص نے نہایت مکاری اور عیاری کیساتھ خلافت احمدیہ پر قبضہ کرلیا۔اِس واقعہ سے دل برداشتہ ہوکر اصحاب احمد کی اکثریت قادیان چھوڑ کر لاہور چلی گئی۔بعدازاں اِن دونوں گروپوں نے افرادِ جماعت کو اپنی اپنی طرف مائل کرنے کیلئے بانئے سلسلہ کے عقائد حقہ میں کمی بیشی شروع کردی۔یہی وہ سنگین غلطیاں اور نفسانی فتور تھے جن کی اصلاح کیلئے جماعت احمدیہ میں ایک مسیحائی نفس وجود کا وعدہ دیا گیا تھا۔خاکسار درج ذیل سطور میں دونوں فریقوں کی چند بڑی اغلاط کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۱) مرزا محمود احمد نے خلافت احمدیہ پر قبضہ صرف خلیفہ بننے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ اُسکے ارادے اور پروگرام بڑے خوفناک تھے۔حصول خلافت کے بعد پیشگوئی مصلح موعود اُسکے نشانے پر تھی۔مرزا محمود کیلئے ایک خاندانی خلافت قائم کرنے کی راہ میں صرف اور صرف پیشگوئی مصلح موعود ایک روکاوٹ تھی اور اُس نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود کا دعویٰ کرکے اپنے زُعم میں اِس روکاوٹ کو دور کردیا۔حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کا کوئی بھی فرزند بشمول مرزا محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔ہوسکتا ہے کہ قادیانی گروپ سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کو''پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا'' کے الفاظ کی سمجھ نہ آئی ہو کہ اِس سے کیا مراد ہے۔؟ خاکسار ایک مثال کیساتھ اِس کی وضاحت کرتا ہے۔ہم جانتے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے اپنی اُمت کو ایک مسیح موعود کی بشارت بخشی تھی۔اب جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کی بیان فرمودہ

اِس پیشگوئی مسیح موعود کے دائرہ بشارت میں حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ جن پر انجیل نازل ہوئی تھی اصالتاً نہیں آتے کیونکہ قرآن کریم تو اُنہیں وفات یافتہ قرار دے رہا ہے۔تو اس کا جو مطلب ہے وہی مطلب اس کا ہے کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہؑ کا کوئی بھی جسمانی فرزند بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا کیونکہ زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے تولّد کی بشارت تو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع کے بعد بھی ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے۔لہٰذا خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا اور ایک عظیم دجل تھا جو جماعت احمدیہ میں نہ صرف پھیلایا گیا بلکہ منوایا بھی گیا ہے۔خاکسار یہاں اُسکی تفصیل کو چھوڑتا ہے۔اِس سلسلے میں اگر کسی کو زیادہ معلومات درکار ہوں تو وہ میری ویب سائٹ (www.alghulam.com) پر ''خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت'' پڑھ لے۔

(۲) ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کا یہ مؤقف کہ مصلح موعود حضرت مرزا صاحبؑ کا جسمانی فرزند نہیں تھا بلکہ وہ آپؑ کا کوئی روحانی فرزند ہے قطعی طور پر سچا ہے کیونکہ قرآن کریم اور حضورؑ کے الہامات اِس موقف کی تائید کرتے ہیں۔ جہاں تک مصلح موعود کے ظہور کا تعلق ہے تو اِس معاملہ میں ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کے خیالات حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔بقول مولوی محمد علی صاحب مصلح موعود ''تین صدیوں کو چار کرنے والا یا تین نسلوں کو چار کرنیوالا ہوگا۔'' یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ بانئے جماعت کے اِلہام اور کلام میں اس خیال کے حق میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ویسے بھی حضورؑ جس مصلح موعود (زکی غلام) کو اپنا جسمانی فرزند خیال کر کے اپنی جسمانی اولاد میں ڈھونڈتے رہے اُسکے متعلق آپ یہ کس طرح لکھ سکتے تھے کہ وہ تیسری یا تیسری اور چوتھی نسل یا تیسری اور چوتھی صدی کے بعد ظاہر ہوگا۔ثانیاً۔مولوی محمد علی صاحب کا یہ بھی خیال تھا کہ جب احمدیت عیسوی سلسلہ کی مانند تین سو سال کے بعد غالب آجائے گی تب اِس غلبہ کے بعد وہ موعود مصلح ظاہر ہوگا۔ایسا قیاس بھی صریحاً ایک مغالطہ ہے اور حضورؑ کے کلام اور الہام میں اس کی کوئی سند تک نہیں ملتی۔اور ایسے خیال سے مزید یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب عیسوی سلسلہ کی طرح احمدیت (اِسلام) دنیا میں غالب ہو جائے گی تو پھر اس غلبے کے بعد مصلح موعود نے ظاہر ہو کر کیا کرنا ہے اور اُسکے ظاہر ہونے کی کیا ضرورت ہوگی؟ اللہ تعالیٰ کے مجددین اور مصلحین اپنے وقت اور اپنے موسم پر آتے ہیں۔ایسے نہیں ہوتا کہ جب کسی نے چاہا مصلح موعود بن کر بیٹھ گیا۔اِن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اُس وقت مبعوث کرتا ہے جب جماعتوں اور اُمتوں میں غلط عقائد اور بگاڑ پیدا ہو جائیں۔لوگوں کا اپنے خالق کیساتھ تعلق کمزور ہو جائے اور وہ سیدھے راستہ سے بھٹک جائیں۔جب اُمت یا جماعت ترقی کے عروج پر ہو اُس وقت کوئی مجدد یا مصلح موعود نہیں آیا کرتا۔

(۳) جیسا کہ میں اپنے مضامین میں یہ ذکر کر چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجددین کے مبعوث ہونے کا جو سلسلہ چلا آرہا ہے اسی کے مطابق مصلح موعود نے بھی حضرت بانئے جماعت احمدیہ کے بعد آئندہ صدی ہجری یعنی پندرھویں صدہ ہجری کے سر پر مبعوث ہونا تھا۔پندرھویں صدی ہجری کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت'' کا خاکسار پر اسی طرح انکشاف ہوا جس طرح چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں بانئے جماعت احمدیہ پر ''پیشگوئی مسیح موعود کی حقیقت'' کا انکشاف ہوا تھا۔جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے ظہور کے متعلق یہی سچ ہے اور خاکسار آج اپنے مدلل دعویٰ مصلح موعود کے ساتھ نہ صرف جماعت احمدیہ کے آگے کھڑا ہے بلکہ اُنہیں بسلسلہ ''پیشگوئی مصلح موعود'' میثاق النبیین کا عہد بھی یاد دِلا رہا ہے۔

(۴) جماعت احمدیہ قادیان گروپ نے یہ جو عقیدہ اختیار کیا ہوا ہے کہ اب خلیفہ کے ہوتے ہوئے کسی مجدد کے آنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی مجدد نے آنا ہے۔یہ قطعی طور پر ایک جھوٹا عقیدہ ہے جس میں کوئی صداقت نہیں۔قادیانی گروپ کے بانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ۱۹۲۱ء میں اُمت محمدیہ میں نبوت سے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ:۔

''یہ بھی یاد رکھو کہ مرزا صاحبؑ نبی ہیں اور بحیثیت رسول اللہؐ کے خاتم النبیین ہونے کے آپؐ کی اتباع سے آپؑ کو نبوت کا درجہ ملا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اور کتنے لوگ یہی درجہ پائیں گے۔ہم اُنہیں کیوں نبی نہ کہیں۔'' (آئینہ صداقت (۱۹۲۱ء) انوار العلوم جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

خلیفہ ثانی کا مندرجہ بالا فرمان اِس پر دال ہے کہ ۱۹۲۱ء تک اُنکا یہ عقیدہ تھا کہ اُمت محمدیہ میں ایک صرف حضرت مرزا غلام احمدؑ ہی نہیں بلکہ پتہ نہیں اور کتنے لوگ اُمتی نبوت کا انعام پائیں گے۔؟ ۱۹۴۴ء کے بعد خلیفہ ثانی نے افرادِ جماعت کے ایمان میں یہ بات داخل کرنی شروع کر دی کہ خلیفہ کے ہوتے ہوئے نبی تو الگ رہے بغرضِ تجدید اب کوئی مجدد بھی نہیں آسکتا۔خلیفہ ثانی کا جماعت احمدیہ میں ختم مجددیت کا یہ باطل عقیدہ گھڑنا کیا جماعتی عقائد میں کمی بیشی نہیں ہے۔؟ حیرانی کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ میں ایک مصلح موعود کی بشارت موجود ہے لیکن اِسکے باوجود دن رات یہ جھوٹا اور گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ خلیفہ کے ہوتے ہوئے کسی مجدد نے نہیں آنا اور نہ ہی کسی مجدد کی ضرورت ہے؟ افرادِ جماعت پر بھی افسوس ہے کہ اُنکے آگے دِن رات اِتنا بڑا جھوٹ بولا جاتا ہے اور وہ بیچارے ڈر کے مارے اِس جھوٹ کو خاموشی کیساتھ سنتے چلے جا رہے ہیں اور اِن میں سے کوئی جماعتی ارباب و اختیار سے یہ نہیں کہتا کہ خدا کا خوف کرو اور دین اسلام میں نئی نئی بدعتیں جاری نہ کرو۔؟ اُمت محمدیہ میں تو صرف نبوت کو ختم کیا گیا تھا لیکن جماعت احمدیہ قادیان گروپ نے کچھ مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے اپنے زُعم میں مجددیت کی صف لپیٹ کر دو چار قدم اور آگے بڑھائے ہیں۔خلیفہ ثانی صاحب نے ۱۹۴۴ء میں ایک جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا اور قادیانی گروپ کو ختم مجددیت کی ضرورت کیوں پیش آئی۔؟ اِس کی تفصیل میرے دیگر مضامین میں موجود ہے۔

(۵) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ عقیدہ کہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ نبی نہیں تھے قطعاً غلط ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ بلا شبہ اُمتی نبی اور اُمتی رسول تھے۔ خاکسار اِسکی مفصل وضاحت کر آیا ہے۔ یہاں اَعادہ کی ضرورت نہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے تعلق رکھنے والے سارے اصحاب احمد حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں آپکے عقائد سے واقف تھے۔ یہ سارے اصحاب احمد آپ کو ۱۹۱۴ء تک اُمتی نبی اور اُمتی رسول مانتے رہے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ازاں بعد ان اصحاب احمد کا اِختلاف ہوا مرزا محمود احمد سے لیکن جواب میں انہوں نے جوش میں آ کر حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کی نبوت پر حملہ کر دیا اور انہیں محدث ثابت کرنے لگے۔ اِختلافات اُس وقت پیدا ہوتے ہیں جب تقویٰ کو چھوڑ کر نفسانی خواہشات کی پیروی کی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ دنیا نہ کسی کو نبی بنا سکتی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنا یہ انعام اپنے کسی بندے کو بخش دیوے تو دنیا اُس سے یہ اِنعام چھین بھی نہیں سکتی۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اُمتی نبی اور اُمتی رسول تھے اور ہیں اور اِنشاءاللہ تعالیٰ بروزِ قیامت نہ صرف اَنبیاء و رُسل کے معزز گروہ میں شامل ہونگے بلکہ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیساتھ کھڑے ہونگے۔ فکر کرنی چاہیے اُن لوگوں کو جنہیں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ پر ایمان لانا تو نصیب ہوا لیکن بعد ازاں وہ ڈگمگا گئے۔

## صدر انجمن احمدیہ کا قیام بطور مجلس اِنتخاب (Electoral College)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ۱۸۸۹ء میں ایک جماعت قائم کی اور اِسے ''جماعت احمدیہ'' کا نام دیا۔ آپؑ نے اپنی وفات کے چند سال پہلے اپنے رسالہ ''الوصیت'' کے مطابق جنوری ۱۹۰۶ء میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کے قیام کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی اِسکے دیگر ممبران کے علاوہ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کو اِس انجمن کا صدر مقرر فرما دیا۔ مزید برآں رسالہ ''الوصیت'' کے ضمیمہ میں اِس انجمن کو اپنا جانشین بھی قرار دیا۔ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ اپنے قائم کردہ اِس ادارے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔ لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ حقیقت اِختلاف مؤلف مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۶۷)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عید الفطر میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے تصنیف کردہ ''رسالہ الوصیت'' کی حقیقت پر یوں اظہار خیال فرمایا:۔

''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بہئیت (بحیثیت۔ ناقل) مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر اِن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اِسے اپنا خلیفہ مانو اور اِس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا (النساء:۱۱۶)۔ میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور اِنکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزارہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَاَعۡقَبَهُمۡ نِفَاقًا فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اِس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ (خطبات نور۔ صفحہ ۴۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے اپنے اِن الفاظ میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کو بڑے واضح الفاظ میں خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا ہے۔ اب بعد ازاں جماعت احمدیہ قائم تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بھی موجود تھے۔ تبلیغ اسلام کیلئے جماعتی علماء کے علاوہ حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے جاری کردہ دو اخبارات (الحکم اور البدر) اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) بھی موجود تھے۔ علاوہ ازیں اَعلائے کلمۂ اسلام، اشاعت توحید اور خلیفہ کے چناؤ کیلئے آپؑ نے ''صدر انجمن احمدیہ'' کے نام سے ایک مقتدر ادارہ بھی قائم فرما دیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ ''صدر انجمن احمدیہ'' کے بالمقابل مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اوائل ۱۹۱۱ء میں جماعت احمدیہ میں ہی ایک ''انجمن اَنصار اللہ'' بنانے کی ضرورت کیوں پڑی۔؟ مضمون کی طوالت کے خوف سے میں صرف یہ کہہ کر کہ ''انجمن اَنصار اللہ'' کا قیام دراصل احمدیت کے لَبادے میں محمودیت کا آغاز تھا اِس سوال کا جواب معزز قارئین کی فہم و فراست پر چھوڑتا ہوں! ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

# آخری گذارش

خاکسار جماعت احمدیہ (قادیان گروپ) میں ایک اَن پڑھ اور غریب خاندان میں پیدا ہوا۔ اپنے مرحوم والد کو تو میں نے دیکھا نہیں کیونکہ میری پیدائش کے چھ ماہ بعد ہی وہ انتقال فرما گئے تھے۔ ہاں ہوش سنبھالتے ہی اپنوں اور غیروں کی زبان سے محترم والد صاحب کی نیکی، بزرگی اور تقویٰ کا ذکر ضرور سُنا تھا۔ بچپن سے میرے بھی وہی عقائد تھے جو جماعت احمدیہ قادیان گروپ کے ہیں۔ میں نے وسط دسمبر ۱۹۸۳ء تک کسی تکلف کے بغیر لا پرواہی کی زندگی گزاری ہے اور اِسکی وجہ یہ تھی کہ تیس (۳۰) سال کی عمر تک میری زندگی میں کبھی خواب وخیال میں بھی یہ نہیں آیا تھا کہ آئندہ زمانے میں اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور قدرت کا نشان بنانیوالا ہے۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کو بروز جمعۃ المبارک ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز پر بھی کُن فرما کر مجھے بطور غلام مسیح الزماں ایک روحانی اور اِصلاحی مشن پر مامور فرما دیا۔ ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۹۳ء تک میں نے اِس حقیقت کو سوائے اپنے چند قریبی اور ذمہ دار افراد کے کسی کو نہ بتایا۔ مارچ ۱۹۹۳ء کے بعد میں نے اپنا یہ مقدمہ (دعویٰ) بالواسطہ خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد کے آگے رکھا۔ خلیفہ رابع صاحب میرے مدلل دعویٰ کو پڑھ کر بہت طیش میں آ گئے اور اُنہوں نے پریشانی میں مجھ پر مختلف قسم کے الزامات لگانے شروع کر دیئے۔ اگر کوئی فردِ جماعت اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق خلیفۃ المسیح سے کوئی مدلل سوال پوچھے تو جواب میں بغیر کسی دلیل کے اُسکے سوال کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دینا چہ معنی دارد۔؟ خلیفہ صاحب میرا مدلل دعویٰ تو جھٹلا نہ سکے لیکن مجھے ڈرانے اور دبانے کی کوشش شروع کر دی۔ اِس خلیفہ کو شاید یہ نہیں پتہ تھا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کسی کام کیلئے مامور فرما دے تو وہ سیاسی اور مذہبی پنڈتوں سے ڈرا نہیں کرتے۔ مرزا طاہر احمد کو اپنی زندگی میں میری سچائی کا اِدراک ہو چکا تھا لیکن اُس بیچارے کیلئے مسئلہ یہ تھا کہ محمودی خاندان نے آٹھ دہائیوں میں خلافت کے نام پر جو گدی قائم کی تھی وہ اُس گدی سے کیسے دستبردار ہوتا۔؟ میں نے دس سال (۱۹۹۳ء سے لے کر ۲۰۰۳ء) تک اپنا مقدمہ افرادِ جماعت سے دو (۲) وجوہات کی بنا پر چھپائے رکھا۔

(اولاً) یہ کہ ایک احمدی مدعی کے مقدمہ کا براہ راست اُسی شخص سے تعلق ہے جو اپنے آپ کو خلیفۃ المسیح کہلواتا ہے کیونکہ باقی جماعت تو اُسکے ہاتھ پر بیعت کیے ہوئے ہے۔ خلفاء کا کام صرف نمازیں پڑھانا، جلسے جلوسوں میں تقریریں کرنا اور سالانہ جلسہ پر جماعت کے آگے مالی بجٹ پیش کر دینا ہی نہیں ہوتا۔ یہ کام تو کوئی غیر خلیفہ بھی کر سکتا ہے۔ احمدی خلیفہ کا سب سے اہم کام یہ تھا اور ہونا چاہیے کہ اگر اُسکے وقت میں کوئی مدعی ظاہر ہو کر اپنا کوئی مدلل دعویٰ اُسکے آگے پیش کرے اور اُس سے راہنمائی بھی مانگے تو منصبِ خلافت کا یہ تقاضا ہے کہ خلیفہ صاحب اُس مدعی کے دعویٰ پر تقویٰ، دیانتداری اور انصاف کیساتھ غور وفکر کریں۔ مدعی یا تو سچا ہوگا یا پھر کسی غلط فہمی کا شکار۔ تیسری کسی صورت کا امکان نہیں۔ اگر بالفرض کوئی احمدی مدعی کسی غلط فہمی میں مبتلاء ہے تو خلیفہ صاحب پر فرض ہے کہ وہ بذریعہ دلائل (نہ کہ جبر کیساتھ) اُسکی غلط فہمی کو دُور کریں کیونکہ یہ اُس کی ذمہ داری ہے نہ کہ جماعتِ احمدیہ کے کسی مخالف یا مُلّا کی۔ اور اگر احمدی مدعی سچا ہے تو پھر یہ اُس خلیفہ کا کام ہے کہ مدعی کی سچائی کا اعلان کر کے نہ صرف مدعی کو بلکہ پوری جماعت کو آزمائش سے بچائے۔ لیکن افسوس سے کہتا ہوں کہ جن خلفاء نے قرآنی تعلیم کے برخلاف پہلے ہی افرادِ جماعت کی یہ تربیت کر رکھی ہو کہ چونکہ خلیفہ کو خدا بناتا ہے لہٰذا خلیفہ کے ہوتے ہوئے کوئی مجدد یا مصلح نہیں آ سکتا تو پھر ایسے باطل عقائد گھڑنے والے خلیفوں سے کیا خیر کی توقع ہو سکتی ہے؟

(ثانیاً) جس قسم کی جماعت کی حالت بنا دی گئی ہے اِس میں خلیفہ کے ہوتے ہوئے خواہ وہ نام ہی کا خلیفہ کیوں نہ ہو میں اِذنِ الٰہی کے بغیر اپنے مقدمہ کو عام پبلک میں ظاہر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اِذن الٰہی کے بعد میں نے اپنا مفصل تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں ۱۰۱۔ جون ۲۰۰۲ء کو خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں بھیجا تھا اور ساتھ ہی اُن سے یہ بھی کہا تھا کہ بیشک میرے دعویٰ کو افرادِ جماعت پر ظاہر کر دیں۔ ڈر جھوٹے کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ سچے کو۔ لیکن خلیفہ رابع صاحب نے نہ صرف اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک میرے دعویٰ غلامِ مسیح الزماں کو عام احمدیوں سے چھپائے رکھا بلکہ در پردہ مختلف طریقوں سے اپنی خاندانی گدی کی حفاظت کیلئے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ بنانے کی سازشوں میں بھی مصروف رہا۔ میرا تحریری دعویٰ غلام مسیح الزماں موصول ہونے کے تین ہفتہ بعد یہ محمودی خلیفہ میری سچائی کی تاب نہ لا کر بالآخر ۵۔ جولائی ۲۰۰۲ء کے خطبہ جمعہ کے دوران ڈائس پر گر پڑا۔ میں اس واقعہ کو اپنی سچائی کا ایک نشان سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کو جماعتی تاریخ میں بذریعہ ایم ٹی اے ہمیشہ ہمیش کیلئے ریکارڈ کروا دیا ہے۔ میں یہ جو بتا رہا ہوں اگر کسی احمدی کو اس میں کوئی شک ہو تو وہ میرے سارے خطوط اور خلیفۃ المسیح الرابع کے جوابات میری ویب سائٹ پر پڑھ سکتا ہے اور اگر میں نے اپنی خط وکتابت میں کسی بات کو چھپایا ہو تو بیشک جماعت احمدیہ قادیان گروپ اپنی ویب سائٹ www.alislam.com پر اس کو ظاہر کر دے۔

افرادِ جماعت سے میری گذارش ہے کہ خواہ یہ جماعت احمدیہ قادیان ہو یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہم سب ایک ہی روحانی وجود (مہدی ومسیح موعود) کی روحانی اولاد ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ اِنسان کہ جو اپنے بھائی کیساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جُھوٹے کی طرح تذلل اِختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس

دروازے کیلئے تم بُلائے گئے ہو اُس میں سے ایک فربہ اِنسان داخل نہیں ہوسکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اُس کا مجھ میں حصّہ نہیں۔'' (کشتی نوح (۱۹۰۲ء) روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۔۱۳)

(۱) جماعت احمدیہ قادیان گروپ کا خیال ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق مرزا بشیر الدین محمود احمد تھے جبکہ اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ وہ موعود مصلح نہیں تھے بلکہ وہ از خود مصلح موعود بنے ہوئے تھے۔ خلیفہ ثانی کا پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونا تو دور کی بات ہے وہ اور اُسکے تمام جسمانی بھائی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے۔

(۲) احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے میری درخواست ہے کہ مصلح موعود یعنی غلام مسیح الزماں نے تین صدیوں یا تین نسلوں کے بعد ظاہر نہیں ہونا تھا بلکہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں اُس زکی غلام مسیح الزماں نے حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد آئندہ صدی ہجری یعنی پندرھویں صدی ہجری کے سر پر ظاہر ہونا تھا۔

خاکسار اس وقت نہ تو جماعت احمدیہ قادیان کا نمائندہ ہے اور نہ ہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا نمائندہ بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا وہی موعود زکی غلام ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کو ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی ''پیشگوئی مصلح موعود'' میں فرمائی تھی۔ میرا یہ خالی دعویٰ نہیں ہے۔ خالی دعویٰ تو کوئی بھی کر سکتا ہے۔ میں اپنے دعویٰ کی بِنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک موعود روشن دلیل اور بین ثبوت پر رکھتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے دونوں گروپوں میں دیگر اختلافات کیساتھ ساتھ ایک اِختلاف پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں بھی ہے۔ اِرشادِ ربانی ہے۔

''فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا۔'' (النساء: ۶۰) **اے مسلمانو! اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔**

اللہ تعالیٰ نے آیت موصوفہ بالا میں مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ اگر تم میں کوئی دینی اختلاف پیدا ہو جائے تو اِسکے فیصلہ کیلئے تم اللہ اور اُسکے رسول کی طرف رجوع کرو۔ اے افرادِ جماعت! مخالفین تو ہم کو غیر مُسلم قرار دے رہے ہیں لیکن ہم صمیم قلب سے یقین رکھتے ہیں کہ ہم بفضل اللہ تعالیٰ سچے اور حقیقی مسلمان ہیں اور اُس عظیم الشان قرآن کے پیرو کار ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صافی قلب پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار متذکرہ بالا اِرشادِ ربانی کے مطابق افرادِ جماعت احمدیہ قادیان اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو تمام اختلافی امور کے فیصلہ کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی طرف بلاتا ہے۔ اگر ہم مسلمان ہیں تو کیا میں اُمید رکھوں کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے متذکرہ بالا حکم کی اطاعت کرتے ہوئے میری اِس درخواست پر ضرور غور فرماؤ گے۔؟

؎ دوستو اِک نظر خدا کیلئے ۔ سیدّ الخلق مصطفیٰ کیلئے

وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ / کیل۔ جرمنی

مورخہ ۲۸۔ جون ۲۰۰۸ء

☆☆☆☆☆